یا اللہ مدد

اِذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ جلد نمبر ۲

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر

دفاعِ صحابہ رضی اللہ عنھم

بمع

چھل حدیث در مناقبِ صحابہؓ

وقت کی اہم ترین ضرورت کیوں؟

مرتب

حضرت مولانا حافظ

محمد عدنان

کلیانوی حفظہ اللہ

فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

پسند فرمودہ

جانشین اعظم طارق شہید وکیل صحابہ

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب مدظلہ

صدر

اہل سنت والجماعت پاکستان

ناشر

اِدارۃ بیادِ امیرِ عزیمت ۔ کراچی
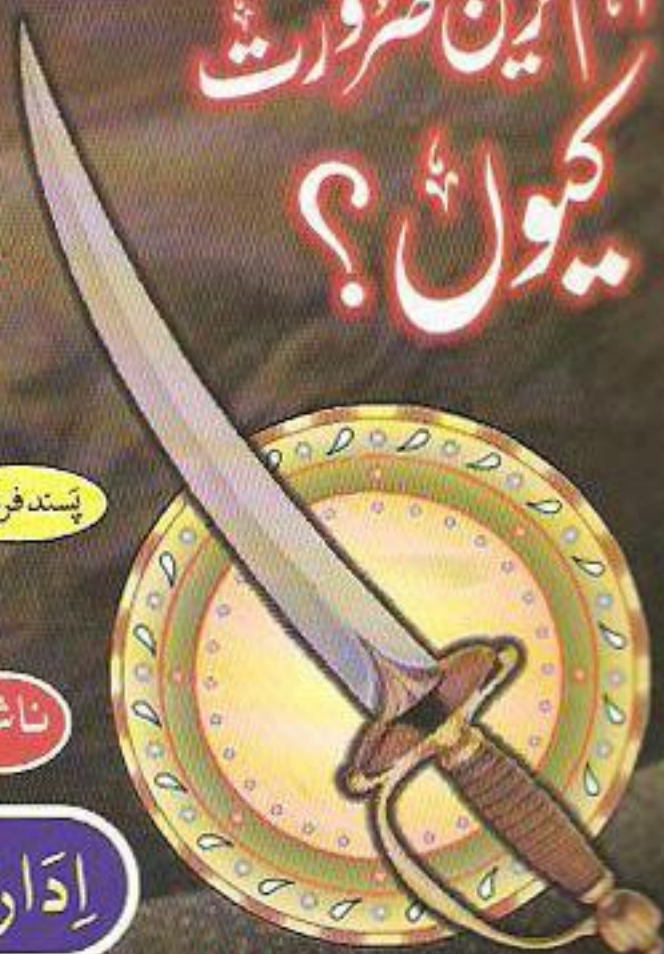
قال النبی ﷺ اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنته الله علی شرکم (مشکوۃ ۵۵۴ ج ۲)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو برا کہتے ہیں تو تم کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر

دفاع صحابہؓ

وقت کی اہم ترین ضرورت

کیوں؟

پسند فرمودہ

جانشین اعظم طارق شہیدؒ وکیل صحابہؓ

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب مدظلہ

مرتب

حضرت مولانا محمد عدنان کلیانوی مدظلہ

ناشر

ادارہ بیاد امیر عزیمتؒ کراچی

نام کتاب: ــــــــــــــــ دفاع صحابہؓ وقت کی اہم ترین ضرورت کیوں؟

مرتب: ــــــــــــــــ حضرت مولانا محمد عدنان کلیانوی مدظلہ

صفحات: ــــــــــــــــ اٹھاسی (۸۸)

ناشر: ــــــــــــــــ ادارہ بیاد امیر عزیمتؒ کراچی

تعداد: ــــــــــــــــ گیارہ سو (1100)

سن اشاعت: ــــــــــــــــ پہلا ایڈیشن اپریل 2007 ربیع الاول ۱۴۲۸ھ

قیمت: ــــــــــــــــ روپے

کمپوزر: ــــــــــــــــ فرقان امروہوی

ملنے کے پتے:

جامع مسجد صدیق اکبرؓ (شاہ ولی اللہ چورنگی)

مکتبہ لدھیانویؒ سلام کتب مارکیٹ نیوٹاؤن کراچی

مکتبہ الباسط کتاب گھر اورنگی ٹاؤن نمبر $11\frac{1}{2}$ نزد صدیق اکبرؓ مسجد K-1 اسٹاپ۔

مکتبہ البخاری لیاری کراچی

مکتبہ العلوم الاسلامیہ سلام کتب مارکیٹ نزد جامعہ علوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن۔

مکتبہ نیو پاک اسلامک ریکارڈنگ سینٹر دوکان نمبر ۵ سلام کتب مارکیٹ نیوٹاؤن کراچی۔

ابوبکر اسلامی کیسٹ ہاؤس نزد امیر معاویہؓ چوک سیکٹر 12-D متصل امیر معاویہ مسجد بلدیہ ٹاؤن، کراچی۔

اسکے علاوہ شہر بھر کے تمام چھوٹے بڑے کتب خانوں سے دستیاب ہے۔

فہرست مضامین

اظہار تشکر

بندہ اس رسالے کی تیاری میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے خصوصاً حضرت مولانا احسان الحق تبسم صاحب مدظلہ العالی (استاد جامعۃ الرشید) استاد محترم حضرت مفتی محمد نصر اللہ احمد پوری صاحب مدظلہ العالی اور برادرم مولوی سعود الرحمٰن، مولوی فضل مولی انقلابی کا جنہوں نے طباعت کا کام اپنے ذمہ لیا۔

انتساب

بندہ اپنی اس مختصری کاوش کو ملک پاکستان میں خصوصاً اور پوری دنیا میں عموماً دفاع صحابہ رضی اللہ عنھم کے لئے عزیمت کی راہ اختیار کرنے والے علمائے دیوبند کے نامور سپوت

بانی سپاہ صحابہؓ امیر عزیمت وکیل صحابہؓ

شہید اسلام حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

اور

استاد محترم جامع المعقولات والمنقولات شیخ الحدیث والتفسیر خلیفہ مجاز حضرت لدھیانوی شہیدؒ

پیر طریقت ولی کامل

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب مدظلہ العالی

جن کی تعلیم وتربیت ودعاؤں کا ثمرہ ہے کہ بندہ تحریر وتدریس کے میدان میں گھٹنوں کے بل چل رہا ہے کے نام منسوب کرتے ہوئے دلی تسکین محسوس کر رہا ہے!

گر قبول افتد زہے عز وشرف
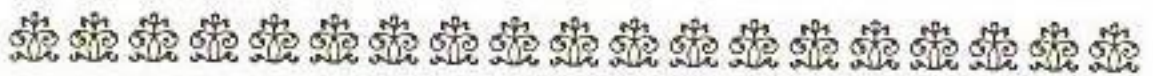
پسند فرمودہ

جانشین اعظم طارق شہیدؒ وکیل صحابہؓ

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب مدظلہ

(مہتمم جامعہ فاروقیہ کمالیہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کراچی آمد کے موقع پر مولانا محمد عدنان کلیانوی صاحب کی کتاب دفاع صحابہؓ وقت کی اہم ترین ضرورت کیوں؟ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس عنوان پر ان کی محنت اور دلائل کا جمع کرنا ان کے ذوق مطالعہ کی عکاسی کرتا ہے۔ دفاع صحابہؓ سنت اللہ اور پیغمبر علیہ السلام اور ہر دور کے مقتدر جید علماء کرام کا طریقہ رہا ہے۔ مولانا حق نواز شہیدؒ سے لیکر مولانا اعظم طارق شہیدؒ تک قائدین سپاہ صحابہؓ نے اس عنوان پر خون سے دفاع صحابہؓ کا علم بلند کیا ہے۔

یہ کتاب اہل علم اور طلباء کرام کے لیے ایک نادر تحفہ ہے۔ چھوٹی عمر میں انہوں نے بڑا کام سرانجام دیا ہے۔ دفاع صحابہؓ کے لیے مفتیان کرام نے فتاوی جات کے ذریعے مقررین نے تقاریر کے ذریعے مصنفین نے تحریر کے ذریعے بڑا کام کیا ہے۔

اس کتاب کے ذریعے اللہ دفاع صحابہؓ کے کام کو مزید تقویت عطا فرمائیں آمین۔

(مولانا) محمد احمد لدھیانوی (صاحب مدظلہ)
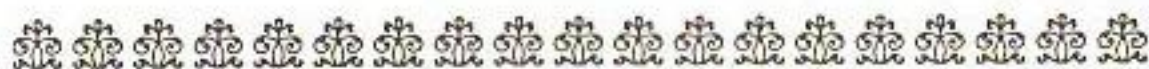
بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

ثانی فاروقی شہیدؒ

خطیب بے بدل

حضرت مولانا عبدالخالق رحمانی صاحب دامت برکاتہم

(بانی و مہتمم جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم)

اصحابؓ رسول ﷺ آسمان ہدایت کے وہ چمکتے ہوئے ستارے ہیں کہ جن کی روشنی شاہراہ جنت پر چلنے کا سبب بنتی ہے ہر دور میں شخصیات نے اس عنوان (دفاع صحابہ) پر حالات کے مطابق بھرپور کام کیا ہے۔ موجودہ دور میں دفاع صحابہ خون کی ندیاں بہا کر اور پھانسی کے پھندوں کو چوم کر کیا گیا ہے۔

دفاع صحابہؓ وقت کی اہم ترین ضرورت کیوں؟ کے عنوان پر محمد عدنان کلیانوی صاحب کی یہ عمدہ اور ایمان افروز تحریر نظر سے گزری۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں دفاع صحابہؓ پر یہ پُر مغز تحریر موجودہ دور میں مشعل راہ ہے۔ اور دفاع صحابہؓ کے علمبرداروں کے لیے اس کے مشن کے حوالہ سے سنگ میل ہے۔ بندہ نے چیدہ چیدہ مقامات دیکھے ہیں ایمان تازہ ہوا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس کتاب کو مقبول عام فرمائیں۔

والسلام

(مولانا) عبدالخالق رحمانی (صاحب) غفرلہ

20-01-2007

مقدمہ

استاذ العلماء قاطع رافضیت و منکرین فقہ

حضرت مولانا مفتی محمد نصر اللہ احمد پوری صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وحدہ، والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلی الہ واصحابہ الذین اوفوا عھدہ۔ اما بعد:

درخت کیلئے اصل یعنی جڑ اور شاخیں لازمی اجزاء ہیں۔ ان دونوں چیزوں کے مجموعہ کا نام ہی درخت ہے۔ اصل شاخوں سے جدا ہو جائے یا شاخیں اصل سے جدا ہو جائیں۔ دونوں صورتوں میں درخت کالعدم شمار ہوگا۔ اسی طرح اصل اگر عمدہ پھل کی ہے تو شاخیں بھی عمدہ اور لذیذ پھلوں سے بار آور ہونگی۔ اور اگر اصل بے فائدہ پودے کی ہے تو نتیجتاً شاخیں بھی غیر ضروری پھولوں سے لدی بھری ہونگی۔

دین اسلام ایک درخت کی مانند ہے۔ جسکی اصل خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور شاخیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے مبارک نفوس ہیں۔ اس اصل اور شاخوں سے ہیئۃ حاصلہ کا نام شجرۃ الاسلام (اسلام کا درخت) ہے۔ ان دونوں میں سے کسی پر اعتماد معدوم ہونے کی صورت میں اسلام کا درخت کالعدم ہوتا ہے۔ لہذا دین اسلام کے مکمل ہونے کے اعتقاد کی صحت کیلئے حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر کامل اعتماد لازمی ہے۔

اسی طرح جب اصل عمدہ ہے تو اسکی شاخیں بھی نتیجتاً عمدہ ہونگی۔ کامل ایمان کے حصول کیلئے دونوں کی عمدگی کا اعتقاد رکھنا بھی ایک لازمی امر ہے۔ یہی وجہ ہے آنحضرت ﷺ سے سچی عقیدت و محبت کے ساتھ ساتھ آپکے اصحاب رضی اللہ عنھم سے بھی کامل عقیدت، قلبی محبت اور ان سے متعلق قلوب کو صاف رکھنا اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

عقیدہ اہلسنت والجماعت

امام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی (المتوفی ۳۲۱ھ) ائمہ احناف رحمھم اللہ تعالی کے عقائد جمع فرماتے ہوئے اپنی معروف کتاب العقیدۃ الطحاویہ میں رقمطراز ہیں:

ونحب اصحاب رسول الله ولا نفرط فی حب احدمنهم ولا نتبراء من احدهم منهم ونبغض من يبغضهم وبغير الخير يذكرهم ولا نذكرهم الا بخيرو حبهم دين و ايمان و احسان و بغضهم كفر ونفاق وطغيان

(العقيدة الطحاويه مع شرحه ص ۳۷۸)

اورہم (اہلسنت والجماعت) اصحاب رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم ان میں سے کسی کی محبت میں افراط سے کام نہیں لیتے۔ اور نہ ہم ان میں سے کسی سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ جو ان سے بغض رکھے اور انکا تذکرہ خیر نہ کرے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ہم تو صرف انکا تذکرہ خیر ہی کرتے ہیں۔ اوران سے محبت دین، ایمان اور نیکی سمجھتے ہیں۔ اوران سے بغض کفر، نفاق اور راہ حق سے سرکشی تصور کرتے ہیں۔

اس عبارت سے امام طحاوی ؒ کا مقصود روافض اور نواصب کی رد کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ یہ دونوں فرقے راہ حق سے دور ہیں۔

صحابہؓ کرام کا تذکرہ خیر کرنے والا نفاق سے بری ہے

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن احسن القول فی اصحاب رسول الله وازواجه الطاهرات من كل دنس و ذرياته المقدسين من كل رجس فقد برء ی من النفاق۔ (شرح العقيدة الطحاويه

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اور آپکی پاکیزہ ازواج جو ہر قسم کے میل کچیل سے محفوظ ہیں۔ اور آپکی پاکیزہ اولاد جو ہر قسم کی ناپاکی سے پاک ہیں۔ کے بارے میں اچھی رائے رکھے وہ نفاق سے بری ہے۔

امام علی بن علی الدمشقی (المتوفی ۷۹۲ھ) اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وانما قال الشیخ فقد برئی من النفاق لان اصل الرفض انما احدثه منافق ذندیق قصده ابطال دین الاسلام و القدح فی الرسول ﷺ کما ذکر ذلک العلماء فان عبد اللہ بن سبا لما اظهر الاسلام ارادان یفسد دین الاسلام بمکره وخبثه کما فعل بولص بدین النصرانیه۔ (ایضاً)

شیخ طحاویؒ نے فقد برءی من النفاق کہا (اس سے اشارہ فرمایا کہ ایسا شخص راوفض کے رفض سے بری ہے) کیونکہ رفض کی اصل یہ ہے کہ اسکا بانی ایک منافق زندیق انسان ہے۔ جس کا مقصد دین اسلام کو باطل کرنا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات گرامی پر عیب لگانا ہے۔ جیسا کہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے بلاشبہ عبداللہ بن سبا نے جب اسلام قبول کیا تو اسکا مقصد ہی اپنے مکر اور خبث کے ذریعہ دین اسلام کو خراب کرنا تھا۔ بالکل ایسے جیسے پولس نے دین عیسوی کیساتھ کیا۔

پولس اور عبداللہ بن سبا

پولس ایک یہودی ربی تھا۔ ایک صدی تک راہ راست پر چلنے والی عیسائیت اسکے دل میں مسلسل کھٹکتی رہی۔ بالآخر اس نے عیسائیت میں گھس کر بظاہر نصرانی بن کر نصرانیت کے دین کو خراب کرنے کا ارادہ کیا۔ جس میں وہ کافی حد تک کامیاب ہوا اور دین عیسوی میں تثلیث جیسے شرکیہ عقائد پیدا کر کے نصرانیوں کو راہ توحید سے راہ شرک پر لا کھڑا کیا۔ اور یہی کچھ عبداللہ بن سبا ایک یہودی نے امت مسلمہ میں برائے نام داخل ہو کر کیا۔ حضرت علیؓ میں حلول الوہیت کا عقیدہ قائم کر کے امت کے ایک حصہ کو راہ توحید سے راہ شرک پر لانے میں کامیاب ہو گیا۔ جو بعد میں روافض کہلائے۔

روافض یہود ونصاریٰ سے بدتر

یہ روافض تو یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر نکلے۔ چنانچہ علامہ عبدالعزیز الفرھاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وذكر بعض الاكابر ان الروافض شر من اليهود و النصارى فان اليهود على ان خير الامم اصحاب موسى والنصارى على ان خير هم اصحاب عيسى والروافض على ان شر الناس اصحاب محمد ﷺ (النبراس شرح شرح العقائد ص ٣٠٤)

بعض اکابر فرماتے ہیں کہ روافض یہود ونصاریٰ سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ یہود یہودی ہونے کے بعد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام امتوں سے افضل موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام ؓ ہیں اور عیسائی عیسائی ہونے کے بعد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام امتوں سے بہتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام ہیں۔ انکے برعکس روافض برائے نام مسلمان ہونے کے بعد یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام انسانیت میں بدتر (نعوذ باللہ) محمد ﷺ کے صحابہ ہیں۔

روافض چیونٹی سے بھی کم عقل

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نملة وادي النمل اعقل من الرافضي فانها قالت: ادخلوا امساكنكم لا يحطمنكم سليمان و جنوده وهم لا يشعرون فانها لم تجوز الظلم من اصحاب سليمان عمدا على النمل والروافض يعتقدون الظلم من اصحاب النبي ﷺ على اهل بيته.

(النبراس شرح شرح العقائد ص ٣٠٤)

چیونٹوں کی وادی کی ایک ادنیٰ سی چیونٹی بھی رافضی سے زیادہ عقل رکھتی ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور اسکے لشکر کی آمد کے موقع پر اس نے اپنی چیونٹیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا:

اے چیونٹیو! تم اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ کہ کہیں بے شعوری میں سلیمان علیہ السلام اور اسکے

لشکر تمھیں روند نہ ڈالیں۔

دیکھیے! یہاں ایک چیونٹی سلیمان علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کی جانب سے ایک چیونٹی پر عمداً ظلم کو جائز نہیں سمجھتی۔ اسکے برخلاف روافض آنحضرت ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی جانب سے اہل بیت نبی پر ظلم کے جواز کا عقیدہ رکھتی ہے۔

سچ یہ ہے کہ اہل بیت کرامؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سب سے عقیدت اور محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔

اہل بیت کرامؓ ہوں یا دیگر صحابہ کرامؓ اہل السنت والجماعت کے نزدیک سب معیار حق ہیں۔ اور سب سے عقیدت و محبت ہی صحیح ایمانی راہ ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت میں دونوں کے فضائل ومناقب مذکور ہیں۔

روافض ونواصب دونوں گمراہی پر ہیں۔

احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو نجوم ہدایت بتایا گیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ ان میں سے جسکی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے۔

(مشکوۃ باب مناقب الصحابہ ص ٥٥٤)

اور اہل بیت عظامؓ کو کشتی نوح سے تشبیہ دی گئی ہے کہ بحر ضلالت میں غرق ہونے سے نجات کیلئے اسی کشتی میں سوار ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد (مشکوۃ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ ص ٥٧٣)

یاد رکھو کہ میرے اہل بیت کی مثال تمہارے لئے ایسی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تھی کہ جو اسمیں سوار ہوا اس نے نجات پائی۔ اور جو اسمیں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔

دونوں حدیثوں کو ملانے کے بعد مطلب واضح ہے کہ جو لوگ سفینہ اہل بیت سے دور رہے جیسے خوارج اور نواصب جو اہل بیت کے دشمن ہیں اور ان سے بغض وعناد رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ تو اول مرحلہ میں ہی

ضلالت کے سمندر میں ڈوب گئے۔

اور جولوگ کشتی میں سوار تو ہوئے مگر سمندر کی تاریکیوں میں سفر کرتے ہوئے نجوم ہدایت صحابہ کرامؓ سے رہنمائی حاصل نہ کی جیسے روافض تو یہ لوگ بھی بالآخر کشتی سمیت غرقاب ہوئے۔باقی رہے اہل سنت والجماعت تو وہ امام فخر الدین رازیؒ کے الفاظ میں کچھ یوں کامیابی کی توقع رکھتے ہیں:

نحن معاشر اهل السنة بحمد الله ركبنا سفينة محبة اهل البيت واهتد ينا بنجمه هدى اصحاب النبى ﷺ فنرجو النجاة من اهوال القيامة ودركات الجحيم والهداية الى مايوجب درجات الجنان والنعيم المقيم۔

(مرقاة شرح مشكوة ج ١٠ ص ٥٥٣)

ہم گروہ اہل سنت والجماعت بحمد اللہ محبت اہل بیت کے سفینہ میں سوار ہیں۔اور اصحاب نبی ﷺ کے نجم ہدایت سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔اسلئے امیدوار ہیں کہ قیامت کی ہولناکیوں اور جہنم کے طبقات سے ہمیں نجات ہوگی اور وہ ہدایت ہمیں عطا ہوگی جو جنت کے درجات اور دائمی نعمت کو واجب کردیتی ہے۔

اہل بیتؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے محبت وعقیدت کا تعلق ایمان کا حصہ ہے۔ایمان واسلام کے دیگر حصص کی طرح اس حصہ کا تحفظ اور دفاع بھی ضروری ہے۔اس وقت صحابہ کرامؓ سے عقیدت ومحبت تو کجا (نعوذ باللہ) ان پر سب وشتم روا رکھا جارہا ہے۔ان حالات میں اس دفاع کی فرضیت مزید مؤکد ہوجاتی ہے۔اسی فریضہ امت مسلمہ کو بجالاتے ہوئے برادرم حضرت مولانا محمد عدنان کلیانوی صاحب زید مجدہ وعلمہ نے ایک مختصر علمی مقالہ دفاع صحابہؓ وقت کی اہم ترین ضرورت کیوں ؟ کے نام سے ترتیب دیا ہے۔جسمیں انہوں نے نہایت عام فہم پیرایہ میں دفاع صحابہؓ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا ہے۔جس میں ایک طرف غیروں کو دعوت حق دی گئی ہے۔تو دوسری طرف اپنوں کو بھی مداہنت کی چادر اتار پھینکنے کی ترغیب موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو علمی میدان میں مزید ترقیات سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین

والسلام

محمد نصر اللہ احمد پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العلمین والصلوة والسلام علی من بعث بالدلیل الذی فیه شفاء لکل علیل : اما بعد

جس کلمہ گو کا دل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے لبریز ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے تمام اصحاب سے محبت والفت رکھے کیونکہ اللہ رب العزت نے اس جماعت مقدسہ پر ایسے انعامات کئے ہیں جسمیں ان کا کوئی شریک نہیں سب سے بڑا انعام تو یہ ملا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کی نظر کیمیا ان پر پڑی اور پیغمبرؐ ہی نے ان کی تربیت فرمائی، اب کوئی دوسرا انسان ان کے کمال استعداد، وسعت علوم، اور وراثت نبوی کو حاصل نہیں کرسکتا اور اس پر یہ بھی لازم کردیا کہ اپنے بعد اس مقدس جماعت کے ایک ایک فرد کو وصف عدالت سے مزین سمجھے اور صرف وصف عدالت سے مزین نہ سمجھے بلکہ انکی وصف عدالت پر کوئی گندی نگاہ ڈالے غلیظ قلم یا زبان استعمال کرے تو اسی انداز میں اسکا جواب دے تا کہ امت اور نبوت کے درمیان اس جماعت کا جو واسطہ ہے وہ کسی طرح کمزور نہ ہو اور اسی جواب دینے کو دفاع صحابہؓ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

زیر نظر رسالے میں ہم نے اسی عنوان دفاع صحابہؓ کی اہمیت اور وقعت کو بیان کیا ہے کہ دفاع صحابہؓ کیوں ضروری ہے۔ اور کئی نقلی وعقلی دلائل سے اس بات کو ثابت کیا کہ صحابہ کرام کا دفاع ضروری ہے۔

اپنے اس رسالے کو ہم نے چار ابواب پر تقسیم کیا ہے پہلے باب میں مقام صحابہؓ کی وضاحت قرآن وحدیث کی روشنی میں کی گئی ہے دوسرے باب میں دفاع صحابہ کیوں ضروری ہے اس عنوان پر آٹھ نقلی اور عقلی دلیلیں پیش کی ہیں۔ اور تیسرے باب میں دفاع صحابہؓ کی تحریکوں کا تعارف اور ان کے سرکردہ علماء کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اور آخری باب میں صحابہ کرامؓ کی عظمت ومنقبت پر چالیس احادیث پیش کی ہیں۔ خالق لم یزل سے دستہ بدستہ دعا ہے کہ بندے کی صحابہؓ کی اس خدمت کو قبول کرتے ہوئے شرف قبولیت سے نوازے اور مسلمانوں کے دل میں دفاع صحابہؓ کے جذبے کو اس رسالے کے ذریعے مزید تقویت دے۔
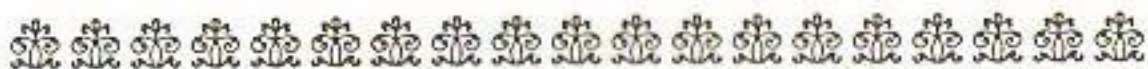
بابِ اول

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی نظر میں

قرآن مجید کے اولین و پہلے مخاطب اور اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا پہلا طبقہ چونکہ یہی قدسی صفات جماعت صحابہؓ ہے، اور یہی حضرات ارشاد خداوندی کی تعمیل و تکمیل میں ہر وقت ہمہ تن جان و مال کی پرواہ کئے بغیر تیار رہتے تھے، اس لئے خالق لم یزل نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ان کی قربانیوں کو شرفِ قبولیت وعظمت بخشتے ہوئے اپنی دائمی و ہمیشہ کی رضامندی وخوشنودی کے سرٹیفکیٹ وسندات وتمغوں سے نوازا ہے، اور قطعیت کے ساتھ ان کو اہل جنت ہونے کی بشارت وخوشخبری دی ہے، ان کے ایمان واسلام، نصرت دین، غزوات وجہاد میں شرکت، شہادت وانفاق فی سبیل اللہ، شعائر اسلام کی پابندی غرضیکہ ہر کام کی علت اور وجہ اپنی رضاجوئی بتلائی ہے تاکہ کسی منافق ومبغض صحابہؓ کو ان کی نیت پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکے، ایسی تمام آیات کا احاطہ وشمار یقیناً اس مختصر سے کتابچے میں ناممکن ہے، اس کے لئے یقیناً ایک ضخیم جلد درکار ہے، اس لئے کہ علمائے امت نے تتبع وکوشش کے بعد ایسی آیات جو عام نہیں بلکہ خاص جماعت صحابہؓ کے ایمان واعمال میں نص ہیں ان کی تعداد 200 کے قریب گنوائی ہے اور ایسی آیات جو عام افراد امت اور جماعت صحابہؓ کے خالص لوجہ اللہ ہونے کے سلسلے میں مشترک ہیں اور ان آیات میں اقتضاء النص سے جماعت صحابہؓ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، ان کی تعداد تقریباً ساڑھے سات سو کے قریب بتائی ہے۔ بندہ اپنے ذوق کے مطابق چند ایک منتخب آیات کا ترجمہ ومختصراً تشریح پیش کررہا ہے۔

پہلی آیت کریمہ: ’’کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (آل عمران ع ۱۲)‘‘

ترجمہ: مومنو! جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

ف: تفسیر طبری میں اس آیت کریمہ سے متعلق حضرت عمرؓ کا یہ قول منقول ہے "لو شاء الله لقال انتم فكلنا كلنا ولكن قال كنتم في خاصة من اصحاب رسول الله ﷺ" "اگر اللہ چاہتا تو "انتم خير امة" فرماتا تو ہم سب اس کا مصداق ہوتے، مگر اللہ تعالیٰ نے کنتم کا صیغہ صحابہ کرامؓ کی مخصوص جماعت کے حق میں فرمایا (تفسیر طبری، ج ۴، ص ۶۳)

اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت منقول ہے "كنتم خير امة اخرجت للناس قال هم الذين هاجروا مع رسول الله ﷺ من مكة الى المدينة" (ابن کثیر، ج ۱، ص ۵۰۹) یعنی خیر امت سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے پیغمبرؐ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی (اور وہ یقیناً صحابہ کرام ہی ہیں)

دوسری آیت کریمہ: "وكذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (بقرة ع ۱۷)"

ترجمہ: اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا کہ تم (روز قیامت) اور لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر آخر الزمان تم پر گواہ۔

ف: علامہ نسفیؒ نے اپنی مشہور تفسیر میں وسطاً کا معنی خیاراً (پسندیدہ) اور عدول سے کیا ہے، یعنی ہم نے آپ کو پسندیدہ اور عادل امت بنایا ہے۔ (مدارک، ج ۱، ص ۶۴، ابن کثیر، ج ۱، ص ۵۱۰، ۲۵۰، ۲۵۱۔)

تیسری آیت کریمہ: والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهار خلدين فيها ابدا ط ذلك الفوز العظيم۔ (پارہ ۱۱، رکوع ۱۳، آیت ۹۹)

ترجمہ: جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے پہلے ایمان لائے) مہاجرینؓ میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش
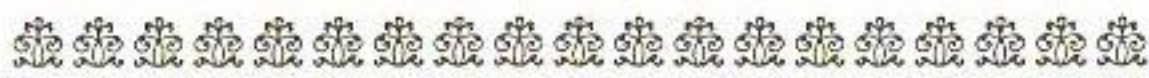
ہیں اور اس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: خالق لم یزل کا یہ ارشاد مبارک جماعت صحابہؓ (مہاجرینؓ وانصارؓ) کے ایمان، اعمال صالحہ کی قبولیت اور فضیلت ومرتبہ علیا پر دال ونص تو ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ اس میں جماعت صحابہؓ کے مقتدا و پیشوا ہونے کی حیثیت بھی متعین کی گئی ہے، یعنی جو لوگ (صغار صحابہ وتابعین اور عام بقیہ امت) اعمال حسنہ میں ان کی پیروی کریں گے تو وہ بھی نعمتوں کے باغات میں ہمیشہ اور عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

نوٹ: اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مختلف تفاسیر کے مطالعہ کے دوران بندہ کو تفسیر ابن کثیر میں با ذوق ساتھیوں کے لئے ایک حوالہ ملا، بندہ حضرت شیخ کی عبارت بعینہٖ نقل کرنے پر اکتفاء کر رہا ہے۔

فقد اخبر اللہ العظیم انہ قد رضی عن السابقین الاولین من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان فیاویل من ابغضھم او ابغض اوسب بعضھم .... (مکمل تفصیلی حوالہ ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر، ج ۲، ص ۵۰۳)

چوتھی آیت مبارکہ: والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا وّ نصروا اولئك ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم (پ۱۰، الانفال ۷۴)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مومن ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

ف: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرامؓ کے دو طبقوں کا ذکر کیا ہے ایک مہاجرین کا اور دوسرے انصار کا اور بغیر کسی استثناء کے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پکے اور سچے مومن کہا ہے اور ان کی مغفرت اور ان کے لئے عزت کی روزی کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص مہاجرین اور انصار میں سے کسی صحابی کو جس کا دلائل اور تاریخی شواہد سے مہاجر یا انصاری ہونا ثابت ہو چکا ہو (معاذ اللہ) کافر منافق مرتد اور ملحد زندیق کہتا و لکھتا ہے تو وہ قرآن کریم کی اس نص قطعی کا منکر اور کافر ہے۔ لاشك فی کفرہ وارتدادہ۔

پانچویں آیت کریمہ: لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونك تحت الشجرۃ

(پ۲۶س الفتح)

ترجمہ: البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے ان مومنوں سے جنہوں نے اس درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی۔

ف: اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماضی (رضی) پر دو تاکیدیں (لام اور قد) داخل فرما کر ان حضرات صحابہ کرامؓ کو تحقیقی اور قطعی طور پر مومن کہا ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر حدیبیہ کے مقام پر درخت (کیکر) کے نیچے بیعت کی تھی۔

اسی طرح حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بشارتیں اس پر شاہد ہیں کہ ان سب حضرات کا خاتمہ ایمان اور اعمال صالحہ مرضیہ پر ہوگا، کیونکہ رضائے الٰہی کا یہ اعلان اس کی ضمانت دے رہا ہے۔ (آگے بھی مفتی صاحب نے تفسیر مظہری کے حوالے سے ایک اہم حوالہ نقل فرمایا ہے، من شاء فلیراجع الیہ (معارف القرآن، ج۸، ص۸۰)

مقام صحابہؓ فرامین رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں

اللہ رب العزت نے جس طرح پیغمبرؐ کے جانثار یاروں کی اپنے مقدس کلام میں مدح سرائی کی ہے اسی انداز میں پیغمبرؐ نے بھی اپنے یارانِ وفا کی عظمت ومنقبت کو صریح الفاظ میں بیان کیا ہے، اور یہ مدح وتوصیف انفراداً بھی کی ہے اور اجتماعاً بھی، ہر ایک پر ہزاروں صفحات لکھے جا سکتے ہیں اور لکھے بھی گئے، لیکن ہم ان فرامین میں سے صرف چند یاقوت وجواہر آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

پہلا فرمان: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم النجوم امنة للسماء فاذا ذہبت النجوم اتی السماء ماتوعد وانا امنة لاصحابی فاذا ذہبت انا اتی اصحابی مایوعدون واصحابی امنة لامتی فاذا ذہب اصحابی اتی امتی مایوعدون۔ (مسلم، ج۲، ص۳۰۸)

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستارے آسمان کی امان کا سبب ہیں، جب ستارے
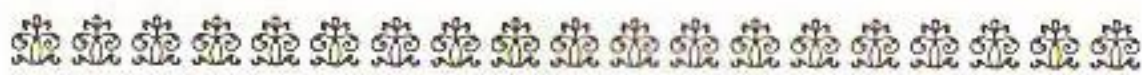
ختم ہو جائیں گے تو وہ وعدہ موعود (قیامت) آسمان کو بھی آپہنچے گا جس کا اس سے وعدہ ہے، میں اپنے صحابہؓ کے لئے امن وسلامتی کا سبب ہوں، جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہ کو بھی وعدہ موعود (اختلافات وغیرہ) آپہنچے گا اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان کا ذریعہ ہیں، جب یہ رخصت ہو جائیں گے تو میری امت کو ان سے وعدہ موعود آپہنچے گا۔ (یعنی فتن اور تفرقہ بازی)

ف: اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا وجود مسعود اور ان کا مبارک و پاکیزہ دور امت مسلمہ کے لئے امن وامان کا مضبوط قلعہ تھا کہ جس میں دین حق باطل فرقوں کی دست وبرید سے محفوظ رہا، جس فتنہ نے سر اٹھایا صحابہؓ کی مبارک مساعی سے اس کا سر کچل دیا گیا، امت گمراہی اور مذہبی تفریق کا شکار نہ ہوئی۔ مسلمان فی الجملہ داخل نزاع کے باوجود دنیا کو فتح کرتے چلے گئے، ان کی دھاک اقوام عالم پر جمی رہی اور فرقہ یا جماعت کی حیثیت سے کوئی بدعتی گروہ کامیاب نہ ہو سکا۔

مگر جونہی صحابہ کے پاکیزہ دور کا اختتام ہوا قسم قسم کے باطل فرقے روافض، معتزلہ، مرجئہ وغیرہ ظاہر ہو گئے، دین میں بدعات ایجاد کی گئیں اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور غیر قومیں ان پر ہاتھ ڈالنے لگیں۔

دوسرا فرمان: عن عبد اللہ بن بریدةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد من اصحابی یموت بارض الابعث قائداً ونوراً لهم یوم القیامة (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرا جو صحابی کسی سرزمین میں فوت (اور مدفون ہوگا) وہ قیامت کے دن اس سرزمین کے لوگوں کے لئے پیشوا اور نور اٹھا کر اٹھایا جائے گا۔

تیسرا فرمان: لاتسبوا اصحابی فلوان احدکم انفق مثل احد ذهبا مابلغ مد احدهم ولا نصیفه۔ (بخاری، ج ۱ ص ۵۱۸۔ مسلم، ج ۲ ص ۳۰۱۔ مشکوۃ، ج ۲ ص ۵۵۳)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برامت کہو اس لئے کہ بے شک تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی (در راہ خدا) خرچ کرے تو صحابہؓ میں سے کسی کے ایک مد اور نصف مد کو نہیں پہنچ سکتا۔

ف: اس صحیح حدیث سے حضرات صحابہ کرامؓ کی فضیلت ومنقبت بالکل واضح ہے کہ امتیوں میں سے کوئی غیر صحابی اگر احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے اور کوئی صحابی دو پونڈ یا ایک پونڈ کوئی جنس (مثلاً گندم، مکئی، باجرہ وغیرہ) خرچ کرے تو امتی غیر صحابی کا احد پہاڑ جتنا سونا بھی صحابی کے دو پونڈ یا ایک پونڈ کے درجہ اور ثواب کو نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ ایمان، اخلاص اور اتباع سنت کا جو جذبہ حضرات صحابہ کرامؓ کو حاصل تھا وہ اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور یہی وہ بنیادی امور ہیں جن سے عمل میں وزن پیدا ہوتا اور درجہ بڑھتا ہے۔

چوتھا فرمان: عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل اصحابی فی امتی کالملح فی الطعام ولا یصلح الطعام الا بالملح (مشکوۃ، ص ۵۵۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک اور کھانا نمک کے بغیر درست اور لذیذ نہیں ہوتا۔

پانچواں فرمان: عن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یظهر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولایستحلف ویشهد ولا یستشهد الا من سره بحبوبة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الفذ (مشکوۃ ص ۵۵۴)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لوگو! میرے صحابہ کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہی ہیں، پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ان کی جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا کہ آدمی خود بخود قسم کھائے گا، حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہ ہوگا، خود بخود گواہی دے گا، حالانکہ اس سے گواہی طلب نہ کی جائے گی۔ سن لو! جس کو جنت کی وسعت پسند ہو تو وہ صحابہؓ کی جماعت ہی سے منسلک ہو جائے، اس لئے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہوگا۔

مقام صحابہؓ اکابرین امت کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: حضرت محمدؐ کے صحابہؓ پوری امت میں سب سے افضل، سب سے زیادہ پاکیزہ دلوں والے، سب سے زیادہ سادہ مزاج رکھنے والے، خدا نے انہیں دین کے استحکام اور اپنے رسول کی صحبت کے لئے چن لیا تھا، ان کی فضیلت کو پہچانو، ان کے نقش قدم پر چلو، ان کے اخلاق وسیرت کو مشعل راہ بناؤ، کیونکہ وہ شاہراہ ہدایت پر گامزن تھے۔ (مشکوٰۃ، ج ۲، ص ۳۲۔)

سراج الائمہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ: میرا یہ طریقہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن سے استدلال کرتا ہوں، اگر یہاں پہ دلیل نہ ہو تو رسول اللہ کی حدیث سے ورنہ صحابہؓ کے اقوال کی طرف لوٹتا ہوں (تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۴۸۰)

امام شافعیؒ: مندرجہ بالا الفاظ دوبارہ پڑھ لیجئے (ازالۃ الخفاء، فصل دوم، ج ۱، ص ۶۲)

امام مالکؒ: جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں کسی کو برا کہا خواہ خلفاء اربعہ ہوں یا معاویہ اور عمرو بن عاص تو وہ فاسق ہے، اور ان صحابہ کو کافر کہا تو واجب القتل اور اس نے گالی دی تو اسے بر سر عام درے لگائے جائیں۔ (شرح شفاء از ملا علی قاری، ج ۲، ص ۵۵۶)

امام احمد بن حنبلؒ: کسی کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ کو برا کہے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، اور علیؓ سب امت سے افضل ہیں، یہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں، جو صحابہ کو برا کہے اسے سزا دینا واجب ہے۔

امام بخاریؒ: صحابہ کرام محمدی شریعت کی اساس ہیں۔

امام مسلم: بغیر صحابہ کرام کے کوئی روایت قابل اعتبار نہیں۔

امام ابوداؤد: خلفائے راشدین کا طرز زندگی ہی اسلام کا نمونہ ہے۔

امام نسائی: کسی صحابی کو برا نہ کہو۔

امام طحاوی: صحابہ کی محبت واجب ہے۔

ابن ماجہ: دین کی اساس جماعت صحابہ کرام ہے۔

سفیان ثوری: قرآن وحدیث صحابہ کرام کی تعریف کر رہے ہیں۔

امام سہل بن عبداللہ: جس نے حضور اکرمؐ کے صحابہ کی تعظیم نہ کی وہ صحیح طور پر حضورؐ پر ایمان نہ لایا۔

(تائید مذہب اہل سنت، ص ۵۲)

امام مبارک ابن اثیر جوزیؒ: سب صحابہ کرام عادل ہیں کیونکہ خدا نے ان کی تعدیل (صفائی) کردی ہے۔

امام محی الدین ابوذکریا بن شرف النوویؒ: صحابہ کرام کی صداقت اور عدالت پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے، کیونکہ اللہ ان سے راضی ہو چکا۔ (شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۷۲)

امام ابوعمرو ابن عبداللہ یوسفؒ (مولف الاستیعاب): دین کے شارح، کماحقہ مبلغ، محافظ سنت صحابہ کرام ہیں، خدا اور رسول ان کا ثنا خواں ہے۔

نیز فرماتے ہیں مقام صحابیت سے بڑھ کر کوئی تزکیہ اور عدالت کا مقام نہیں (الاستیعاب)

مورخ اسلام خطیب بغدادیؒ: کوئی صحابی ثبوت عدالت میں کسی مخلوق کی تعدیل کا محتاج نہیں اللہ نے ان کی شان کو برائیوں اور گناہوں سے بری کر دیا ہے۔ (الکفایہ فی علوم الروایہ)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ: تمام صحابہ کرامؓ اہل جنت ہیں (الاصابہ)

امام قرطبی مالکیؒ: تمام صحابہ کرامؓ عادل اور اللہ کے دوست ہیں اور اللہ کے پیارے بندے ہیں۔

(از تفسیر قرطبی، ج ۱۶، ص ۲۹۹)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ: صحابہ کرامؓ کے مشاجرات کو خطاء اجتہادی پر محمول کر کے ہر ایک کو صداقت وعدالت کا امین کہا جائے گا۔ (تدریب الراوی ص ۴۰۰)

علامہ ابن صلاحؒ: صحابہ کرام سے باز پرس کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا وہ کتاب وسنت اور اجماع کے مطابق حق وانصاف پر قائم ہیں (از علوم الحدیث ابن صلاح)
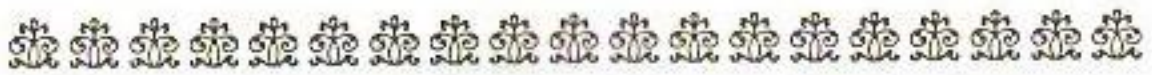
علامہ سخاوی علی بن محمدؒ: صحابہ کرام کی ہر بات قابل اعتبار ہے وہ قابل وامین ہیں۔
(فتح المغیث ج ۴، ص ۳۵)

علامہ محمد بن اسماعیل حسنؒ: تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔

مولانا عبدالعزیز پرہارویؒ: تمام اہل سنت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔
(از کوثر النبی، ص ۷۹)

علامہ شیخ محمد خضریؒ: تمام صحابہ کرامؓ امتیاز عدالت سے مزین ہیں۔ (اصول فقہ ۲۱۸)

علامہ بہاریؒ: صحابہ کرام صفت عدل کے مظہر ہیں۔ (مسلم الثبوت)

علامہ ابن حاجبؒ: ہر صحابی عادل ہے۔ (مختصر المنتہی، ج ۲، ص ۶۷)

امام الکلام محقق ابن ہمام: تمام ائمہ کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔
(تقریر الاصول، ج ۲، ص ۲۶)

امام تاج الدین سبکیؒ: صحابہ کرام عادل ہیں ان کا تزکیہ عالم الغیب نے کیا ہے۔

ملا علی قاریؒ: صحابہ کرام ایسے عادل ہیں کہ ہدایت کے درخشاں ستارے ہیں۔ (از شرح فقہ اکبر)

حجۃ اللہ فی الارض امام شاہ ولی اللہؒ: تمام صحابہ کرامؓ بلا امتیاز حق وانصاف پر قائم ہیں۔
(از ازالۃ الخفاء)

(ماخوذ از اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت)

باب دوم:
دفاع صحابہؓ ضروری کیوں؟
پہلی وجہ:۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع خود اللہ نے کیا:

١: وسیجنبها الاتقی الذی یوتی ماله یتزکی، وما لاحد عنده من نعمة تجزی، الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ولسوف یرضی (اللیل آیت ١٦ تا ٢١)

ترجمہ: اور بچا دیں گے اس سے بڑے ڈرانیوالے کو جو دیتا ہے اپنا مال دل پاک کرنے کو اور نہیں کسی کا اس پر احسان جس کا بدلہ دے مگر واسطے چاہنے مرضی اپنے رب کی جو سب سے برتر ہے اور آگے وہ راضی ہوگا۔ (از شیخ الہندؒ)۔

ان آیات کریمہ کے شان نزول کے بارے میں مفسرین حضرات کا اجماع ہے کہ یہ آیات جناب صدیق اکبرؓ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی معرکۃ الاراء تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ:

وقد ذکر غیر و احد من المفسرین ان هذه الایات نزلت فی ابی بکر الصدیق رضی الله عنه، حتی ان بعضهم حکی الاجماع من المفسرین علی ذلك ولاشك انه داخل فیها (ابن کثیر ص ٦٧٣ ج ٤)

اسی طرح علامہ نسفی (المتوفی ۷۱۰ھ) اپنی لاجواب تفسیر میں انہی آیات کی تفسیر کے تحت رقمطراز ہیں قیل هما ابو بکر رضی الله عنه و ابو جهل (از مدارك ص ٦٥٢ ج ٣)

یعنی اتقی سے مراد جناب ابوبکرؓ اور اشقی سے مراد ابوجہل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حاتم نے عروہ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ایسے سات غلام خرید کر آزاد کیے تھے جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا اس پر آیت

وسیجنبھا الاتقی ۔۔۔۔۔۔نازل ہوئی۔

آگے لکھتے ہیں حاکم نے بروایت عامر بن عبداللہ بن زبیرؓ لکھا ہے کہ ابوقحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تم کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو (جو آزاد ہونے کے بعد تمہاری مدد نہیں کر سکتے) اگر تم طاقتور مردوں کو خرید کر آزاد کرو تو وہ تمہاری حفاظت بھی کریں اور تمہاری خدمت بھی کریں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ابا میں اس چیز کا طالب ہوں جو اللہ کے پاس ہے (یعنی جنت) اس پر آیت فاما من اعطی واتقی آخر سورت تک نازل ہوئی۔ (مظہری ص۲۹۲ ج۱۲)

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحبؒ تحریر کرتے ہیں شان نزول کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مراد اسی لفظ اتقی سے حضرت صدیق اکبرؓ ہیں (آگے مفتی صاحب نے بھی مظہری کی روایات نقل کی ہیں۔ من شاء فلیراجع الیہ (معارف القرآن ص۷۶۳ ج۸)

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب ان آیات کریمہ کے ذیل میں رقمطراز ہیں کہ روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول سیدنا صدیق اکبرؓ کی شان میں ہوا اور یہ بہت بڑی دلیل ان کی فضیلت و برتری کی ہے۔ (تفسیر عثمانی ص۷۹۴)

کتب تفاسیر کیساتھ ساتھ کتب تواریخ بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ آیات کریمہ جناب ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئیں چنانچہ علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اتقی سے مراد ابوبکر صدیقؓ ہیں (سیرت حلبیہ ص۲۸۶ ج۱ ص۲۸۷ ج۱)۔

آگے مزید لکھتے ہیں کہ جب ابوبکر صدیق نے بلال کو خرید کر آزاد کیا تو ابوقحافہ ان پر اسطرح اپنا مال خرچ کرنے کے متعلق ناراض ہوئے اور انہوں نے ابوبکرؓ سے کہا "تم نے اپنا مال خواہ مخواہ ضائع کیا خدا کی قسم تمھیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ (سیرت حلبیہ ص۲۸۸ ج۱)

سیرت ابن ہشام میں ہے: ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے والد ابوقحافہ نے آپ سے کہا کہ تم جو ایسے ضعیف اور کمزور غلام خرید کر آزاد کرتے ہو اگر پرزور اور قوی ہیکل آزاد کرو تو بہتر ہے جن سے وقت بے وقت امید ہو سکتی ہے کہ تمہارا ساتھ دیں اور دشمنوں سے تم کو بچائیں

حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا میں کام اللہ کے واسطے کرتا ہوں نہ کہ کسی نفع کے خیال میں راوی کہتے ہیں کہ یہ آیات حضرت ابوبکر ؓ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ فاما من اعطی واتقی سے آخر سورت تک
(سیرت ابن ہشام ص ۲۰۶، ج ۱)

فائدہ: قارئین کرام ان تفسیری و تاریخی شواہدات کے نقل کرنے کا مقصد صرف دو چیزوں کی وضاحت ہے۔ ایک چیز تو خود واضح ہے وہ یہ کہ یہ آیات کریمہ جناب صدیق اکبر ؓ کی فضیلت و منقبت میں نازل ہوئیں دوسری اس چیز کی وضاحت مطلوب ہے کہ ان روایات میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جناب ابوبکر صدیق ؓ نے کثیر رقم خرچ کر کے غلاموں کو آزاد کیا تو والد محترم نے تنقیدی مشورہ دیا کہ آزاد کروانا ہی ہے تو ایسے لوگوں کو آزاد کرواؤ جو بعد میں تمہارے کام آسکیں بعض روایات میں تو یہاں تک آتا ہے کہ والد محترم نے یہاں تک کہا کہ تم یہ کام کر کے معاشرے میں اپنی چودھراہٹ دکھانا چاہتے ہو کہ لوگ مجھے چودھری کہیں یہ بات سنکر جناب ابوبکر ؓ پیغمبر ﷺ کی مجلس میں گئے اور جا کر روتے روتے ماجرا سنایا پیغمبر ﷺ بھی خاموش رہے کیونکہ تنقید کرنے والا باپ ہے اور باپ کو حق ہے کہ بیٹے پر تنقید کرے لیکن باپ کی یہ تنقید خالق لم یزل کو پسند نہ آئی اور جناب ابوبکر صدیق ؓ کے دفاع اور اخلاص نیت میں قرآن مجید کی یہ آیات مبارکہ نازل فرما دیں۔

۲: واذا قیل لھم امنو کما امن الناس قالوا انو من کما امن السفھاء الاانھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون (بقرۃ) آیت ۱۲)

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے انکو ایمان لاؤ جس طرح ایمان لائے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف جان لو وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے (ترجمہ: از شیخ الہند)

فائدہ: قارئین کرام یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ قرآن مجید کے اولین مخاطب صحابہ کرام ؓ ہی ہیں اور ان آیات میں جو ایمان والوں کو بیوقوف کہا گیا ان سے مراد صحابہ کرام ؓ ہیں گویا کہ یہاں صحابہ کرام ؓ کو بیوقوف کہا گیا جیسا کہ علامہ نسفی نے بھی اس کی تصریح کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

واللام فی الناس للعھد کما آمن الرسول ومن معه وھم ناس معھودون او عبداللہ بن سلام واشیاعه (مدارک ص ۵۱ ج ۱)

اس طرح مفتی محمد شفیع صاحب رقمطراز ہیں: اس آیت میں لفظ ناس سے مراد باتفاق مفسرین صحابہ کرامؓ ہیں۔ (معارف القرآن ص ۱۲۵، ج ۱)

توجب منافقین کو کہا گیا کہ ایمان لے آؤ جسطرح صحابہ کرامؓ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آئیں اللہ رب العزت کو صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہا جانا پسند نہیں آیا اور صحابہ کرام کے دفاع میں خود منافقین کو بیوقوف کہا اور آیت کریمہ میں غور کیا جائے تو اللہ رب العزت نے منافقین کے بیوقوف کہنے کے جواب میں تاکید در تاکید منافقین کو بیوقوف کہا (الا) تاکید کیلئے (ان) تاکید کیلئے ضمیر کا تکرار تاکید کیلئے گویا سنت اللہ یہ ہے کہ جو صحابہ کو بیوقوف کہے یا کسی قسم کا تبرا کرے اس کو اس سے بڑھ کر بیوقوف اور تبرے کا جواب دو۔ چنانچہ اسی سنت اللہ پر عمل کرتے ہوئے حضرت علامہ حق نواز جھنگوی شہید نے صحابہ کو کافر کہنے اور لکھنے والوں کو صرف کافر نہیں بلکہ کائنات کا بدترین غلیظ ترین کافر کہا۔ واللہ اعلم بالصواب۔۔۔

۳: ان الذین جاء وا بالافک عصبۃ منکم لا تحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم لکل امری منھم ما اکتسب من الاثم والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم (نور آیت ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان تمہیں میں ایک جماعت ہیں تم اس کو برا نہ سمجھو اپنے حق میں بلکہ یہ بہتر تمہارے حق میں ہر آدمی کیلئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا اسکا بڑا بوجھ اسکے واسطے بڑا عذاب ہے۔ (ترجمہ: از شیخ الہند)۔

ان آیات کی تفسیر و تشریح میں حضرت مفتی صاحب رقم طراز ہیں ۶ ھ میں بعض منافقین نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر ایسی تہمت گھڑی تھی اور تقلیداً بعض مسلمان بھی اس کا تذکرہ کرنے لگے تھے یہ معاملہ عام مسلمان پاکدامن عورتوں کے معاملہ سے کہیں زیادہ اشد تھا اسلئے قرآن کریم نے حضرت صدیقہؓ کی براءت اور پاکدامنی میں اس جگہ دس آیتیں نازل فرمائیں جن میں حضرت صدیقہؓ کی براءت کا اعلان اور ان کے معاملہ میں جن لوگوں نے افتراء و بہتان میں کسی طرح حصہ لیا تھا ان سب کو تنبیہ اور دنیا و آخرت میں ان کے وبال کا بیان ہے۔ (معارف القرآن ص ۳۶۷ ج ۶)

فائدہ: آیت ترجمہ اور اسکی تفسیر ذکر کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ منافقین نے حرم رسول ﷺ پر افتراء و

تہمت باندھی خالق لم یزل چاہتے تو وحی کے ذریعے ہی بذریعہ فرشتہ یا خواب میں براءت عائشہؓ سے مطلع فرمادیتے لیکن اللہ رب العزت نے کئی آیات قرآنی نازل فرما کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ عائشہؓ کی براءت اور صحابہ کا دفاع خود میں خدا کرونگا۔

دوسری وجہ: صحابہ کرامؓ کا دفاع پیغمبرؐ نے کیا:

پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو صحابہ کرامؓ سے کس قدر پیار و محبت تھی اس کا اندازہ پیغمبرؐ کے اس فرمان جو غزوہ بدر کے موقع پر ارشاد فرمایا الھم ان تھلك ھذہ العصبة لا تعبد فی الارض سے ہوسکتا ہے۔ پیغمبرؐ کو اس پیار و محبت کے ہوتے ہوئے یہ بات کہاں برداشت ہو سکتی تھی کہ یاران پیغمبرؐ پر کوئی انگلی اٹھائے اس لئے پیغمبرؐ دشمنان صحابہؓ کی نکتہ چینی کے مقابلے میں اس وقت بھی دفاع صحابہ کرتے رہے اور کچھ ارشادات میں بعد والی امت کو بھی دفاع صحابہ کی تعلیم دے گئے صرف چند ایک گرامی قدر ارشادات ملاحظہ فرمائیں

۱: اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو العنة الله علی شر کم (ترمذی، ص ۲۷۷، ج ۲، مشکوۃ ص ۵۵٤ ج ۲)

ترجمہ: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہوں تو تم کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔

فائدہ: اس حدیث مبارک سے دو چیزیں واضح ہوئیں

۱: حضرات صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرنا اور برا کہنا یہ شرارت ہے اور شرارت ہمیشہ شریر ہی کیا کرتے ہیں تو سامعین کا فریضہ ہے کہ جب ایسی شرارت سنیں تو شریروں پر لعنت بھیجیں۔

۲: پیغمبر صحابہ کرامؓ کے دفاع کا حکم دے رہے ہیں کہ جب تم گستاخان صحابہ کو دیکھو تو ان پر لعنت بھیجو اس لئے کہ یہی دفاع صحابہ کرنے والوں کا فریضہ ہے۔

۳: الله الله فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعد ی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذاالله ومن اذی لله یوشك ان یاء خذہ (ترمذی ص ۲۲۵، ج ۲، مشکوۃ، ص ۵۵٤ ج ۲)

ترجمہ: اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں میرے بعد ان کو اپنے طعن کا نشانہ نہ بنالینا سو جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت ہی کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جس نے انکے ساتھ بغض کیا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ ہی ان سے بغض کرے گا اور جس نے صحابہؓ کو اذیت دی سو اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی سو اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ آنے والی امت کو حضرات صحابہ کرام کو طعن ولعن کا نشانہ بنانے سے روک رہے ہیں گویا کہ پیغمبرؑ دفاع صحابہ کر رہے ہیں۔

۳: عن معاذ بن جبلؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا ظہر فی امتی البدع وشتم اصحابی فلینظر العالم علمہ فمن لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین (کتاب الاعتصام ۵۲ ج ۱)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں بدعات ظاہر ہوں اور میرے صحابہؓ کو برا کہا جائے تو عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے جس نے ایسا نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں پیغمبرؑ اپنے دین کے وارث عالم دین کو دفاع صحابہ کا حکم کر رہے ہیں جب صحابہ کو برا کہا جائے تو عالم دین اپنے علم کے ذریعے اس سب وشتم کو روکے گویا پیغمبرؑ کو دفاع صحابہ کا عمل اتنا پسندو محبوب ہے اور اسقدر ضروری سمجھ رہے ہیں کہ خود بھی کر رہے ہیں اور اپنے دین کے ورثاء علماء حق کو بھی اسکا حکم کر رہے ہیں۔

۴: عقیلی نے ضعفاء میں نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ اختار لی اصحابا وانصاراً واصحاراً وسیاتی قوم یسبونھم ویستنقصو نھم فلا تجالسونھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم (مظاہر حق ص ۵۸، ج ۵)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا اور میرے لئے میرے اصحاب میرے انصار اور میرے

قرابت دار تجویز و مقرر کیئے گئے اور یاد رکھو عنقریب کچھ لوگ پیدا ہونگے جو میرے صحابہ کو برا کہیں گے اور ان میں نقص نکالیں گے پس تم ان لوگوں کو ساتھ میل ملاپ اختیار نہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔

فائدہ: اس حدیث میں پیغمبرؐ صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہنے والوں کے بارے میں سوشل بائیکاٹ کا حکم کر کے دفاع صحابہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفه

(بخاری ص ۵۱۸، ج ۱، مسلم ص ۳۰۱ مشکوۃ ص ۵۵۳، ج ۲)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برامت کہو اسلئے کہ بیشک تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی راہ خدا میں خرچ کرے تو صحابہ میں سے کسی کے ایک مد اور نصف کو نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ: اس روایت میں بھی پیغمبرؐ نے دو امور کی وضاحت کی ایک تو یہ امر واضح کر دیا کہ غیر صحابی مقام صحابیت کو نہیں پہنچ سکتا دوسرا لاتسبوا سے صحابہ پر سب وشتم کی ممانعت کر کے دفاع صحابہ کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔

تیسری وجہ: صحابہ کرامؓ کا دفاع خود صحابہ نے کیا:

۱: روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے نذر مانی کہ عبید اللہ بن عمر کی زبان کاٹ دیں گے جب اس نے حضرت مقداد بن اسودؓ کو گالی دی تھی تو آپ سے سفارش کی گئی تو فرمایا مجھے کچھ نہ کہو اس کی زبان کاٹنے دو تا کہ اس کے بعد کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو برا نہ کہے (شرح شفاء ص ۲۱۳، ج ۴)

فائدہ: جناب عمر زبان کاٹنے کی نیت کر کے دفاع صحابہؓ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں تا کہ کسی کو آئندہ صحابہ کی عظمت پر انگلی اٹھانے کی جراءت نہ ہو۔

۲: حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں ایک بدوی حضرت عمرؓ کی خدمت میں لایا گیا جس نے انصار کی مذمت کی تھی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس شخص کی حضور کی خدمت میں تھوڑی دیر بیٹھنے اور صحابیت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں اس کو سزا دینے میں تم سب کی طرف سے کافی تھا لیکن اس نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے (معراج صحابیت بحوالہ الصارم المسلول)
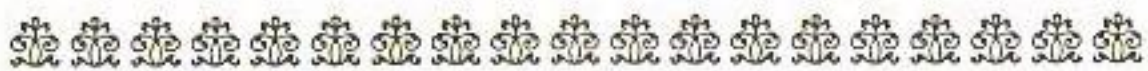
فائدہ: اس واقعہ میں بھی جناب عمرؓ صحابی رسول کا دفاع کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

۳: حکم بن عجلی نے کہا میں نے خود حضرت علیؓ سے سنا مجھے حضرت ابوبکر و عمرؓ میں سے جو بھی فضیلت دے گا اسے جھوٹے بہتان باز کی سزا دونگا (الصارم المسلول ۵۸۵)

۴: علقمہ بن قیس (شاگرد علیؓ) فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت علیؓ نے خطبہ دیا فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکر اور عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے سزا کا اعلان کر چکا ہوتا تو ضرور سزا دیتا لیکن اعلان سے پہلے میں سزا دینا ناپسند کرتا ہوں اب میں اعلان کرتا ہوں کہ جس نے مجھے سب سے افضل کہنے کی بات کہی تو وہ مفتری ہے اسے افتراء کی سزا اسی کوڑے لگے گی سنو حضور ﷺ کے بعد سب لوگوں سے افضل حضرت ابو بکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں۔ (معراج صحابیت بحوالہ الصارم ۵۸۵)

فائدہ: ان دو روایات میں جناب علیؓ جناب شیخین کے اعلیٰ مقام کا تعین کر کے دفاع صحابہ کا فریضہ انجام دیتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

۵: امام احمد نے بسند صحیح ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کہا عمرؓ ابوبکرؓ سے افضل ہیں دوسرے نے کہا نہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ عمرؓ سے افضل ہیں یہ بات حضرت عمر تک پہنچ گئی آپ نے درے سے اس شخص کی اتنی پٹائی لگائی کہ وہ ٹانگ سے معذور ہو گیا پھر چار روز بعد اس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا حضور ﷺ کے بعد ان خصوصیات کی وجہ سے حضرت ابوبکر افضل ہیں جو اسکے خلاف کہے گا ہم اسے وہ سزا دیں گے جو جھوٹے بہتان باز کو دیتے ہیں۔ (معراج صحابیت بحوالہ الصارم ص ۵۸۵)

فائدہ: اس واقعہ میں بھی جناب عمرؓ مقام صدیقؓ کا تعین کرتے ہوئے دفاع صحابہ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

۷: حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ دو شخصوں نے حضرت عائشہؓ پر تنقید کی ہے ایک نے کہا اے ہماری اماں ہماری طرف سے تجھے نافرمانی کی جزا ملے (جزیت عنا امنا عقوقا) دوسرے نے کہا اے ہماری اماں توبہ کرو تو نے غلطی کی ہے (یا امنا توبی فقد خطئت) حضرت علیؓ نے اپنے پولیس افسر لقاع بن عمرو کو بھیجا وہ انہیں گرفتار کر کے لائے پھر آپ نے فرمایا ان کی گردن اڑا دو پھر فرمایا میں ان کو اذیت ناک سزا دینا

چاہتا ہوں تو ان کے کپڑے اتر وائے اور درے خود لگائے (پھر قتل کرایا) (طبری ص ۵۴۴ ج ۳)

فائدہ: اس روایت میں جناب علیؓ امی عائشہؓ کے گستاخان کو سزا دلوا کر دفاع صحابہؓ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

چوتھی وجہ: صحابہ کرامؓ نبوت و امت کے درمیان واسطہ ہیں:

اسلام میں آنحضرت ﷺ کی تربیت وصحبت یافتہ قدسی صفات جماعت صحابہ کرامؓ کو جو مرتبہ و مقام حاصل ہے اس کے مطابق یہ جماعت دنیا میں سب سے برگزیدہ، مقدس اور نہایت بلند منصب پر فائز ہے انبیاء کے بعد اس جماعت سے بہتر و افضل کوئی مخلوق نہیں اس گروہ و جماعت کے ہر ہر فرد کو عدالت و انصاف، سچائی و شرافت کا جو اعزاز عطا ہوا اس پر ملائکہ بھی رشک کر رہے ہیں ان کی زندگیوں کا جہاز مصائب زمانہ کے تھپیڑوں میں اٹھکیلیاں لیتا رہا مشکلات کے بھنور میں ہچکولے کھاتا رہا آلام کی کھائیوں میں جان بلب رہا تاہم یہ لوگ طوفانوں کی تند و تیز موجوں میں بھی اسلام کے دامن رحمت سے وابستہ رہے۔

عرب کے ان صحرا نشینوں نے ہر دکھ میں محمد ﷺ کا ساتھ دیا ہر پریشانی میں تاجدار رسالت کے ہمدم رہے۔ بڑی بڑی قربانی دیکر بھی دین محمدی سے وابستگی کو قائم رکھا وطن، قوم، ملک، بستی، اولاد، تجارت، مختصر یہ کی متاع زندگی کی ہر چیز لٹا کر بھی خدا کے رسول کی رفاقت کو نہ چھوڑا۔

چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد اب نبوت کا دروازہ بند ہو رہا تھا اس لئے انبیاء کی وراثت کا مقام بھی انہی کو عطا ہوا محمدی دستور العمل کا ابلاغ بھی انہی لوگوں کے حصہ میں آیا، قرآنی ہدایات، نبوی تعلیمات کے فروغ کے حامل بھی یہی لوگ قرار پائے یہ لوگ جب دنیا کے سب سے بڑے سردار کی ذمہ داریوں کے امین ٹھہرے تو ان کو پاکبازی، راست بازی میں دنیا کا سب سے بڑا تحفہ عطا کیا گیا اس پوری جماعت کیلئے خود باری تعالی نے کئی سو قرآنی آیات سے ان کی شان بیان کی دو ہزار محمدی فرامین ان کے کمالات اصلاح نیت و حسن عمل کے شاہد بنے انکی دوستی و پیغمبرانہ محبت و اعتماد و وثوق نے اپنا رنگ دکھایا کہ یہی لوگ دین محمدی کے اصل گواہ نبوت و رسالت کے حقیقی شاہد اسلام کے اولین مخاطب خدائی کلام کے پہلے مصداق قرار پائے یہی وہ جماعت ہے جسے ارادہ ازلیہ نے پوری کائنات میں آنحضرت ﷺ کی محبت و رفاقت اور اسلام کی عزت و

حمایت کیلئے منتخب کیا یہی جماعت آنحضرت ﷺ اور امت کی درمیانی کڑی ہے۔

صحابہ کرام کی پوری جماعت قدسی الاصل ہے یہ پورا قافلہ اسلام کا اولین شارح اور قرآن کا حقیقی مخاطب ہے۔ اس جماعت نے ایسے وقت میں ہمارے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا جب مکہ کے سرداروں نے آپکو اذیت ناک صورتحال سے دوچار کر دیا تھا آپ کے اقارب نے آپ کی دشمنی کی انتہا کر دی تھی آپ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے تھے ایسے حالات میں جن لوگوں نے پورے ماحول کی مخالفت مول لیکر برادریوں کے طعنے سہہ کر کاروبار تجارت چھوڑ کر آپ کا ساتھ دیا آپ کی رفاقت اختیار کی آپ کے دکھوں کے ساجھی بنے آپ کے حلقہ میں شامل ہوئے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا ساری دنیا کو چھوڑ کر آپ کے ظل عاطفت میں جگہ پائی۔ تپتی ہوئی ریت پر دہکتے ہوئے انگاروں پر ابلتے ہوئے کڑاھوں میں چمکتی ہوئی تلواروں میں بھی ہمارے پیغمبر کا ساتھ دیا۔ سرور دو عالم ﷺ کی غلامی کرنے کیلئے شہادت حق کے سزاوار بنے رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ یہی جماعت تعلیمات نبویہ کے عینی گواہ ہی امت اور نبوت کے درمیان واسطہ ہیں اگر انکا دفاع نہ کیا جائے تو پوری عمارت اسلام دھڑام سے گر جائے گی۔

پانچویں وجہ: صحابہ کرامؓ امت کے محسن ہیں۔

قارئین کرام! صحابہ کرامؓ کی عظمتوں کا دفاع کرنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ جماعت صحابہ امت کی محسن ہے اور اسی جماعت کے ذریعے ہم تک قرآن اور تعلیمات نبویہ پہنچیں۔ اسلام کے اصول دین، کلمہ، نماز، روزہ، حج میں کسی جگہ میں صحابہ کرام کا کوئی تذکرہ نہیں لیکن کلمہ طیبہ کے اقرار میں صحابہ کرام کی عظمت کا اقرار پوشیدہ ہے۔

کلمہ طیبہ میں توحید کے اقرار اور تعلیم رسالت کے بعد لازم ہے ان دونوں چیزوں کے تعارف کا ذریعہ بننے والی جماعت کو بھی قلب و جان سے تسلیم کیا جائے، ورنہ توحید و رسالت کے حقیقی راویوں کے منافق ماننے کے بعد کسی طرح بھی شہادت حق کا اقرار قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

نماز کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے لئے وضو کی ضرورت نہیں، زکوۃ کے بار بار حکم میں کہیں اس کی مقدار کا ذکر نہیں اسی طرح صرف روزے کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ تراویح کی کوئی ضرورت نہیں۔

حج کے ذکر میں اس کے ارکان کی تفصیل موجود نہیں ان تمام اصولوں کے ذکر کے بعد احادیث اور دیگر مقامات پر انکی تفاصیل موجود ہیں اور نبی اکرم ﷺ سے یہ تفاصیل نقل کرنے والی یہی جماعت گواہان نبوت ہیں کہ جن کے ذریعے تعلیمات نبویہ ہم تک پہنچیں اور یہی ہمارے محسنین ہیں اور کہا جاتا ہے شکر المنعم واجب کہ محسن کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور ان محسنین کا شکر یہی ہے کہ ان کی عظمتوں، رفعتوں اور منقبتوں کا دفاع کیا جائے۔

چھٹی وجہ: حصول جنت ورضائے الٰہی دفاع صحابہ کرامؓ پر موقوف ہے۔

قارئین کرام! صحابہ کرامؓ کی عظمتوں کا دفاع ان کی رفعتوں کا تحفظ اسلئے بھی ضروری ہے کہ صحابہ کرامؓ بقیہ امت کے لئے حصول جنت ورضائے الٰہی کا ذریعہ ہیں اگر صحابہ کرام کی جماعت کو نعوذ باللہ ایمان سے خالی، منافق سمجھ لیا جائے تو بقیہ امت بھی جنت کا حصول اور رضائے الٰہی حاصل نہیں کر سکتی اس لئے کہ خالق لم یزل نے اپنے مقدس کلام میں ایک جگہ صرف تین طبقوں سے اپنی رضا کا اعلان اور انکے لئے جنت کی بشارت دی ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضو عنه واعد لهم جنت تجرى تحتها الانهر خلدين فيها ابداً ذلك هو الفوز العظيم.

ترجمہ: اور سب سے پہلے (ایمان واسلام میں) سبقت کرنے والے مہاجرین وانصار میں سے اور جنھوں نے نیکی کے ساتھ انکی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: اس آیت میں صراحت کے ساتھ اللہ رب العزت نے تین طبقوں کیلئے بشارت جنت اور اپنی رضا کا اعلان کیا ہے۔ ۱: مہاجرین ۲: انصار ۳: مہاجرین وانصار کی اتباع کرنے والے قارئین کرام! اگر جماعت صحابہ ہی کو غیر محفوظ تسلیم کر لیا جائے اور ان کا دفاع نہ کیا جائے تو کونسی جماعت ہے جس کی اتباع سے رضائے الٰہی وبشارت جنت ملی تھی؟ یقیناً وہ جماعت جماعت صحابہ ہی ہے جن کی اتباع اور دفاع سے جنت ملے گی اس سے پتہ چلا کہ جماعت صحابہ کا دفاع کر کے ہی ان کی تابعداری کے ذریعے جنت کا حصول ورضائے الٰہی ممکن ہے۔
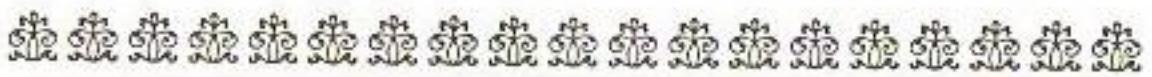
ساتویں وجہ: صحابہ کرامؓ معیار حق ہیں

قارئین کرام! صحابہ کرام کا دفاع اسلئے بھی لازمی وضروری ہے کہ اللہ رب العزت نے عام مومنین اور انسانیت کیلئے ایمان کا معیار صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت کو بنایا ہے

کما قال تعالی فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا اسی طرح پیغمبرؑ نے بھی صحابہ کرام کی اتباع کو ہدایت کا موجب قرار دیا ہے کما قال النبی ﷺ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم تو اگر صحابہ کرام کی مقدس جماعت کا دفاع نہ کیا جائے انہیں غیر محفوظ تسلیم اور غیر ہدایت یافتہ، سب کو گمراہ تسلیم کر لیا جائے تو ایمان کا معیار کسوٹی اعمال وافعال صالحہ کیلئے آئیڈیل کون رہے اور فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا کا مصداق کون رہے گا۔

آٹھویں وجہ: صحابہ کرامؓ کا دفاع فطرت کا بھی تقاضہ ہے۔

قارئین کرام! یہ کیسے ممکن ہے کہ محمد ﷺ کو دنیا کا سردار مانیں سب سے آخری پیغمبر تسلیم کریں سب سے بڑا نبی سمجھیں سب سے اعلی وارفع رسول جانیں ان کی ذات بابرکات کو دنیائے جہاں میں سب سے مقدس ہستی خیال کریں اور وہ لوگ جنھوں نے انکی صحبت میں ۲۳ سال گزارے ہوں جن کی شان میں قرآن اترا ہو جن پر رسول اللہ ﷺ نے اعتماد کیا جو آپ ﷺ کے سفر وحضر کے رفیق رہے ہوں جن کی آپ ﷺ سے قرابت داری ہو جو آپ کے پیچھے طویل عرصہ تک نماز پڑھتے رہے ہوں آپ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے ہوں پیغمبرؑ پر اپنا سب کچھ تن من دھن قربان کر دیا ہو اور انہی کے ذریعے ہم تک کلمہ طیبہ پہنچا ہو وہی ہمارے دین کے راوی ہوں اور ان ہی کو یونہی لاوارث چھوڑ دیا جائے تو ہم اس کتے سے بھی بدتر ہوں گے جو اپنے مالک کی ایک ہڈی کھا کر ساری زندگی اس سے وفاداری نبھاتا ہے مگر مالک سے بے وفائی نہیں کرتا۔

نویں وجہ: صحابہ ؓ کا دفاع قرآن کریم کا دفاع ہے

قارئین کرام: علمائے امت کی تصریح کے مطابق پیغمبر ﷺ کے جانثار صحابہ کرام ؓ کے بارے میں قران مجید کی کئی سو آیات نازل ہوئیں۔

وہ آیات جو خالصتاً صحابہ کرام ؓ کی عظمت ومنقبت میں دال ونص ہیں ان کی تعداد علماء نے دو سو بتائی ہے اور وہ آیات جو عام امت اور شان صحابہ ؓ میں مشترک ہیں ان کی تعداد سات سو کے قریب بتائی ہے ۔اب اگر صحابہ کرام کی جماعت کو میعار حق ومحفوظ تسلیم نہ کیا جائے اور ان کی عظمتوں کا دفاع نہ کیا جائے تو قرآن مجید کی دو سو آیات کا مصداق باقی نہیں رہتا اور قرآن مجید کی سات سو آیات کا مصداق ثانی ختم ہو جاتا ہے اس لئے ہماری دیانتدارانہ رائے ہے کہ صحابہ کرام کا دفاع قرآن کریم کا دفاع ہے۔

دسویں وجہ: صحابہ کرام ؓ کا دفاع احادیث رسول اللہ ﷺ کا دفاع ہے۔

قارئین کرام! اللہ رب العزت نے جس طرح قرآن مجید میں صحابہ کرام ؓ کی مدح سرائی کی ہے اسی انداز میں پیغمبر ﷺ نے بھی صحابہ کرام ؓ کی مدح سرائی کی ہے اور علماء کی تصریح کیمطابق پیغمبر ﷺ کے دو ہزار فرامین جماعت صحابہ ؓ کے مدح سرا ہیں۔اب اگر صحابہ کرام ؓ کا دفاع نہ کیا جائے اور انکو غیر محفوظ تسلیم کر لیا جائے تو پیغمبر ﷺ کے دو ہزار مضامین فرامین باقی نہیں رہتا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

تیسرا باب

دفاع صحابہؓ اور علمائے دیوبندؒ

اللہ رب العزت نے علمائے دیوبند کو من حیث الجماعت فرائض سہ گانہ نبوت کی ادائیگی اور جہدو جہاد فی سبیل اللہ کی سعادت اور طلب دینی اور احقاق حق وابطال باطل، اشاعت اسلام اور رد بدعات کی دولت نصیب فرمائی۔ کفر واستعمار کے مقابلے میں علمائے دیوبند ایک عظیم قلعہ ثابت ہوئے اور گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے علمائے دیوبند میراث نبوت کے حامل وامین اور داعی ہیں جو نہ صرف برصغیر پاک وہند میں بلکہ پورے عالم اسلام میں ہمہ جہتی، فرائض نبوت کے وارث، دعوت وارشاد، جہدو جہاد، حفاظتِ علوم رسالت، تعلیم ودعوت کتاب وسنت، تدریس واشاعت فقہ وکلام تزکیہ قلوب وتربیت وتصفیہ نفوس کے علمبردار رہے۔ دین کے ہر شعبے کو جس طرح علمائے دیوبند نے جلا بخشی اسی طرح کا ز دفاع صحابہؓ کو بھی اپنا حرز جان بنایا اور ہر زمانہ میں علمائے دیوبند کے ایک معتد بہ طبقے نے دفاع صحابہؓ کا بیڑہ اٹھائے رکھا۔ آئندہ سطروں میں ہم دفاع صحابہؓ سے متعلق علمائے دیوبند کی تحریکات اور مشن دفاع صحابہ کیلئے اپنی زندگی کی توانائیاں وقف کرنے والے علماء کا مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ

دفاع صحابہؓ کے حوالے سے علمائے دیوبند کی خدمات کا جب بھی تذکرہ کیا جائے گا اسمیں سب سے پہلا نام حضرت لکھنویؒ کا ہی آئیگا۔ حضرت نے دفاع صحابہ اور رد روافض میں کئی کامیاب مناظرے کئے اور دو مرتبہ مدح صحابہؓ کے سلسلے میں گرفتار بھی ہوئے، ذیل میں ان کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں:۔

امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ بن ناظر علی بن فضل علی حنفی فاروقی ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۹۳ھ میں کاکور میں پیدا ہوئے اور فتحپور میں نشو ونما ہوئی جہاں ان کے والد حکومت کی طرف سے خراج کے محصل تھے۔

ابتدائی کتابیں مولانا نور محمد فتح پوری سے پڑھیں پھر لکھنؤ کا سفر کیا اور تمام درسی کتابیں مولانا عین القضاۃ بن محمد وزیر حیدر آبادی سے ۱۳۱۰ تا ۱۳۱۷ھ کے دوران پڑھیں کافی عرصے آپ ان کی خدمت میں رہے۔ علم طب کی تحصیل حکیم عبدالولی مرحوم سے کی پھر دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریس پر مامور ہوئے اور ایک عرصے تک پڑھاتے رہے پھر دہلی چلے گئے اور مرزا حیرت کے مطبع میں کام کرتے رہے۔ مرزا حیرت کیطرف سے قرآن مجید وصحیح بخاری کا ترجمہ کیا۔ پھر لکھنؤ آکر اپنے استاذ کے مدرسہ فاروقیہ میں تدریس کرنے لگے اور ایک عرصے تک پڑھاتے رہے۔ ۱۳۳۲ھ میں وہاں سے علیحدگی اختیار کر کے تصنیف وتالیف اور مناظرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اہلسنت کے دفاع اور شیعہ کے رد میں کئی کامیاب مناظرے کئے فقہ میں گہری نظر رکھتے تھے اور قرآن میں نظر نہایت وسیع تھی۔ آخری عمر میں تھوڑے سے عرصے میں قرآن مجید حفظ کرلیا جبکہ جیل میں تھے۔

صحابہ کرام کی مدح ہر صورت میں کرتے تھے اور کسی قانون کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ان کی بہترین تصانیف میں علم الفقہ (کامل سات جلد) ترجمہ اسد الغابہ، ترجمہ تاریخ طبری، ترجمہ ازالۃ الخفاء تحفہ اہلسنت سیرت خلفائے راشدین اور سیرت النبی کے موضوع پر تحفہ الجزیہ اور سیرت الحبیب الشفیع من الکلام العزیز الرفیع، شیعہ اور قرآن وغیرہ شامل ہیں۔
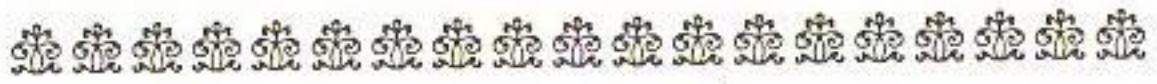
آپ نے شاہ ابواحمد خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت حاصل کی آپ نے ساتھ مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی اور دو مرتبہ مدح صحابہؓ کے سلسلے میں قید و بند رہے۔

لکھنؤ میں آپ نے دارالمبلغین قائم کیا اور مستند علماء کو فرق باطلہ سے ٹکر لینے کے علمی انداز سکھائے سیکڑوں علماء نے آپ کی تربیت مناظرہ حاصل کی۔

بالآخر ۱۷ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ کو رحلت فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔

تنظیم اہلسنت اور دفاع صحابہ:

جناب سردار احمد خان صاحب پتافی نے اہل سنت والجماعت کی بکھری ہوئی قوت کو مجتمع کرنے کی غرض سے ۱۹۴۳ میں تنظیم اہل سنت کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی جو خالصتاً مذہبی قطعاً غیر سیاسی انداز میں اہل سنت والجماعت سے متعلق احباب کی علمی راہنمائی کرے امام اہل سنت علامہ سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری نے خداداد صلاحیت کے سبب مختصر عرصے میں ایک دیہاتی علاقے کے اندر قائم ہونے والی جماعت کو تقریر و تحریر طوفانی دوروں اور وقت کے مؤقر جرائد و رسائل کے ذریعے ملکی سطح پر روشناس کرایا۔

بلا خوف و تردد کہا جاسکتا ہے کہ تنظیم اہل سنت کے مبلغین نے ردشرک، بدعت و رفض، دفاع صحابہؓ اصلاح معاشرہ کیلئے جو کام کیا انشاء اللہ رہتی دنیا تک اچھے لفظوں سے یاد کیا جائے۔

حقیقت میں مؤرخ جب بھی قلم اٹھائے گا تو وہ کارکنان تحریک تنظیم اہل سنت کو خراج تحسین پیش کئے بغیر اپنے ضمیر کو مطمئن نہ پائے گا۔

اختصار کی غرض سے تفصیل نہ کرتے ہوئے ہم تنظیم اہل سنت کے چیدہ چیدہ چند سرکردہ علماء کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کررہے ہیں۔

تنظیم اہل سنت کے قافلے میں ملک پاکستان کے ان جید علماء ربانیین نے بھی اپنا خون پسینہ ایک کیا۔

۱: مناظر اسلام مولانا عبدالحئی صاحب جامپوری
۲: خطیب اسلام مولانا قائم الدین صاحب
۳: خطیب ایشیا مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب
۴: مولانا عطاء اللہ صاحب
۵: مولانا اللہ وسایا صاحب
۶: مولانا عبدالمجید ندیم صاحب

۷: خطیب اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری ۸: امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر آزاد

۹: فاتح قادیانیت مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

امام اہلسنت حضرت مولانا سید نور الحسن بخاریؒ

آپ پاکستان کے ممتاز عالم دین، تنظیم اہلسنت والجماعت کے سرپرست، متعدد علمی، تاریخی اور ادبی کتب کے مصنف، آتش نوا خطیب ایک بہترین ادیب فاضل دیوبند اور ایک اچھے شاعر اور صحافی تھے آپ کا پورا نام سید نور الحسن بخاری ابن سید شاہ محمد شاہ ہے وطن اصلی ڈیرہ غازیخان پنجاب ہے، تاریخ ولادت ۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء ہے۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے بعد سکول ماسٹر رہے ۱۹۲۸ میں لاہور کے ایک جلسہ میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے شرف ملاقات نصیب ہوا، بزرگوں سے تعلقات کی ابتداء ہوئی پھر یہ تعلق اس قدر قوی ہوا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مولانا سید معظم علی شاہ صاحب کو دولت خانہ پر ایک تبلیغی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی جسے شرف قبولیت بخشا گیا۔ یہ امر تعلقات کی مزید پختگی اور دارالعلوم دیوبند کی طرف توجہ کا سبب بنا چنانچہ ۱۳۵۵ میں ملازمت سے رخصت لیکر دارالعلوم دیوبند پہنچے، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے آپ کی ابتدائی تعلیم کے لئے ممتاز طلباء دارالعلوم کو مقرر فرمایا، آپ نے بہت جلد ابتدائی تعلیم مکمل کر لی موقوف علیہ میں مشکوۃ شریف میں اول آئے اور ۱۳۵۷ھ کے دورہ حدیث میں شریک ہوئے صحیح بخاری اور ترمذی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے صحیح مسلم شریف حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ سے اور ابوداؤد شریف مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ سے پڑھ کر دستار فضیلت حاصل کی۔

فراغت کے بعد ۱۹۴۵ میں تنظیم اہلسنت کی تشکیل عمل میں آئی اور اس وقت سے وفات تک اسکے تبلیغی کاموں میں آپ سرگرم عمل رہے اور شروع سے اس تنظیم کے سربراہ اور سرپرست رہے اس کام میں آپ
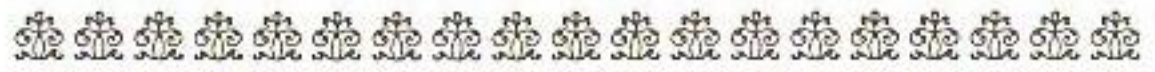
کے ساتھ اور معاون خاص حضرت علامہ دوست محمد قریشی مرحوم کا کردار ایک ناقابل فراموش کردار ہے وہ شروع سے آخر دم تک اس تنظیم سے وابستہ رہے، شبانہ روز تبلیغ واشاعت دین ہو یا مسلک حقہ اہل سنت کی حفاظت کے لئے بحث ومناظرہ، مختلف دینی ومسلکی عنوانات پر تصنیف وتالیف ہو یا باطل مذاہب کی تردید کے لئے نوجوان علماء کی تعلیم وتربیت، جماعت کی مالی خدمت ہو یا دفتر جماعت کی تعمیر ہر اعتبار سے حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ کا مقام پوری جماعت میں اعلیٰ تھا۔ حضرت مولانا سید نور الحسن بخاری صاحبؒ اس سلسلہ میں حضرت علامہ قریشی صاحبؒ سے اپنے تعلقات اور تحریک تنظیم اہلسنت سے وابستگی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

حضرت علامہ دوست محمد قریشی صاحبؒ سے میری دوستی کا سلسلہ بہت پرانا ہے ۱۹۲۰ء کے لگ بھگ کی بات ہے کہ میں اپنے وطن سکھانی والہ ضلع ڈیرہ غازیخان میں مدرس تھا اور حضرت قریشی صاحبؒ ابھی طالبعلم تھے کہ انھوں نے مجھے اپنی بستی ریخ مشرقی میں وعظ کرنے کی دعوت دی، میں ان دنوں سکول میں مدرس تھا، دینی تعلیم تو ۱۹۳۶ میں دارالعلوم دیوبند جاکر شروع کی البتہ مطالعہ کی بناء پر دین کی کچھ معلومات تھیں اور میں دوستوں کے محدود حلقے میں کچھ بیان کر لیتا تھا حضرت قریشی صاحبؒ کی بستی سے قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر تھی اور غالباً میں نے پہلا بیان حضرت قریشی صاحبؒ کی بستی میں ان کی مسجد کے اندر کیا اس تقریب میں حضرت قریشی صاحبؒ سے رفاقت اور دوستی کا تعلق قائم ہوا جو ان کے آخر وقت تک قائم رہا، ہماری دوستی کی بنیاد تبلیغ دین پر استوار ہوئی اور قریشی صاحبؒ کو تبلیغ دین سے فطرتی لگاؤ تھا وہ سراپا تبلیغ تھے اللہ رب العزت نے انہیں علم وعمل کی گوناگوں صلاحیتوں سے بہرہ وافر عطا فرمایا تھا اور انھوں نے وعظ وتبلیغ، تصنیف وتالیف اور اصلاح نفس کے لئے بہت بڑا کام کیا اور ہزاروں مسلمانوں کی اصلاح وتربیت کی اللہ رب العزت سردار احمد خان پتافی کی قبر کو بھی ٹھنڈا اور منورر کھے وہ بہت دنوں سے ملک میں اہل سنت کی تنظیم وتبلیغ کی فکر میں تھے میرے دیوبند جانے سے پہلے یہ کام ڈیرہ غازیخان کی حدود تک محدود تھا میرے دارالعلوم سے فارغ ہو کر واپس آنے پر یہ کام پورے ملک میں کرنے کا فیصلہ ہوا اور اوائل ۱۹۴۴ء میں یہ خدمت میرے سپرد کی گئی چنانچہ اپریل ۱۹۴۴ء میں امرتسر کے اندر دفتر قائم کر کے میں نے یہ کام شروع کیا۔ مارچ ۱۹۴۵ء تحریک تنظیم اہلسنت کا

پہلا مرکزی جلسہ لاہور میں ہوا جس میں مشاہیر امت شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ مفتی ہند مولانا کفایت اللہ صاحبؒ اور امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ نے شرکت فرمائی ان حضرات اکابر کے قدموں کی برکت سے یہ تحریک تنظیم ملک میں متعارف ہوئی اور ملک کے طول وعرض میں اہل سنت کی تبلیغ وتنظیم کا کام شروع ہو گیا اس وقت حضرت قریشی صاحبؒ ملک میں انفرادی طور پر تبلیغ دین کا کام انجام دیتے رہے تھے غالباً ۱۹۴۹ میں بھکر ضلع میانوالی میں تنظیم اہل سنت کی کانفرنس تھی بانی تنظیم سردار احمد خان صاحبؒ بھی اس مرکزی اجلاس میں شریک تھے جس میں قریشی صاحبؒ کی یہ پہلی تقریر تھی جس سے وہ تنظیمی حلقوں میں متعارف ہوئے اس کے بعد باضابطہ طور پر تنظیم میں شامل ہو گئے اور آخر دم تک تنظیم سے وابستہ رہے اور تبلیغ دین کی اشاعت میں مصروف رہے۔

بہر حال حضرت بخاری صاحبؒ کی دینی وعلمی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اور آپ تبلیغ دین میں ہمہ تن مصروف رہے۔ اس وقت اپنے وقت کے محقق علماء میں شمار ہوتے ہیں اور کابر علماء دیوبند کے مسلک حقہ پر قائم ودائم رہے اپنے اکابر واساتذہ سے بے حد تعلق رہا ہے۔ اپنے استاذ مکرم مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے آپ کو بے حد تعلق تھا ایک دفعہ آپ کراچی تشریف لے گئے تو حضرت مفتی اعظم قدس سرہ نے اپنے دارالعلوم میں تقریر کی دعوت دی اور خود باوجود علالت ونقاہت کے پوری تقریر میں تشریف فرما رہے، آپ کو بھی ہمیشہ حضرت مفتی اعظمؒ سے قلبی تعلق اور عقیدت رہی۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:۔

آپ حضرت مفتی اعظمؒ کے انداز تدریس کے متعلق دریافت فرماتے ہیں میں حیران ہوں کہ اس کا جواب عرض کروں، اگر آپ کر سکیں تو ۱۹۵۷ کے دور کو واپس لوٹا لائیں پھر دارالحدیث دارالعلوم دیوبند ہو اس میں حضرت مفتی اعظمؒ ابوداؤد کا سبق پڑھاتے علوم ومعارف کے دریا بہا رہے ہوں اور میں آپ سے عرض کروں کہ دیکھ لیجیے یہ ہے ہمارے اکابر کا انداز تدریس۔

اسی طرح حضرت مولانا مدنیؒ حضرت مولانا عثمانیؒ اور دوسرے اکابر سے بھی بے حد تعلق تھا اور آپ کو تصنیف وتالیف کا ذوق اور شغل اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا چنانچہ آپ دو درجن سے زائد علمی وادبی اور

تاریخی کتب کے مؤلف تھے جن میں درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔
(۱) الاصحاب فی الکتاب، ۱۹۵۳ء میں جب آپ سیفٹی ایکٹ کے تحت پابند سلاسل کر دیے گئے تو لاہور اور منٹگمری جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے آپ نے یہ کتاب تالیف فرمائی جو چھ سو زائد صفحات پر مشتمل ہے

(۲) سیرت امام مظلوم سیدنا عثمانؓ
(۳) شہادت امام مظلوم
(۴) توحید اور شرک کی حقیقت
(۵) حضرت امیر معاویہؓ
(۶) عادلانہ دفاع
(۷) نبیؐ و صدیقؓ
(۸) بشریت النبیؐ وغیرہ وغیرہ۔
آخر تک آپ ملتان میں مقیم رہے اور تبلیغی اور اصلاحی خدمات انجام دیتے رہے۔
آپ ۴، ۵، جنوری ۱۹۸۴ کی درمیانی شب میں فوت ہوئے اور ملتان میں تدفین ہوئی۔

سلطان المناظرین حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ

آپ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں کے رہنے والے ہیں۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنیکے بعد مرکز علوم الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند جہاں سے آپ نے قرآن وحدیث فقہ وکلام، منطق وفلسفہ کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دورہ حدیث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھا۔دیگر اساتذہ میں حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ علامہ محمد ابراہیم بلیاوی ؒ مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ اور مولانا عبدالسمیع وغیرہ قابل ذکر ہیں۔دارالعلوم دیوبند سے تحصیل علم کرنے کے بعد آپ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی خدمت میں پہنچے جہاں سے علم مناظرہ وتحقیق میں قابل رشک دسترس اور عبور حاصل کیا۔

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے مذاہب باطلہ کے تعاقب اور سدباب کے لئے علوم اسلامیہ پر تحقیق کا کام شروع کیا۔یہ کام اس حسین انداز میں کیا کہ علوم دینیہ کے تمام شعبہ جات پر مکمل دسترس کے ساتھ ساتھ مذاہب باطلہ پر بھی مکمل تحقیقی عبور حاصل کیا۔اس تحقیقی سفر میں آپ نے دارالعلوم دیوبند، لکھنؤ، دہلی اور پاکستان کے تمام مرکزی دینی اداروں کی لائبریریاں چھان پھٹک ڈالیں اور بعدازاں ایران، تہران، نجف، عراق، شام، مصر، سعودی عربیہ، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات، اور دیگر اسلامی ممالک کی لائبریریوں اور کتب خانوں سے بھرپور تحقیقی استفادہ کیا اور مذکورہ ممالک سے قدیم اور نایاب ترین کتب جوآج تک بھی نایاب ونا دستیاب ہیں۔آپ نے ایک ذخیرہ جمع کر کے مصنفین علماء پر احسان عظیم کیا ہے۔آپ کی ایک عظیم الشان عربی کتاب حکومت سعودیہ کی طرف سے طبع ہوئی۔جس کی افادیت کے پیش نظر حکومت نے اسے مدینہ یونیورسٹی کے نصاب میں شامل کیا ہے اور اس طرح عالم اسلام کے علماء اس کتاب سے استفادہ کر رہے ہیں۔

پوری دنیا سے تحقیقی مواد اکٹھا کرنے کے بعد حضرت علامہ تونسوی نے ملتان میں ایک تحقیقی مرکز کی بنیاد رکھی جس کو دارالمبلغین کا نام دیا گیا ہے۔اس طرح سے ہزاروں علماء استفادہ کر چکے ہیں۔آپ کی علوم دینیہ پر تحقیق ومطالعہ، علماء محققین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے۔آپ کے تلامذہ اشاعت دین اور مذاہب باطلہ کی تردید اور اسلام کی حقانیت پر اپنی صلاحیت صرف کئے ہوئے ہیں۔پاکستان میں تو کئی دینی جماعتوں

کے بانی وسربراہ آپکے شاگردوں میں سے ہیں جو تسلسل کے ساتھ اپنی جگہ اشاعت دین کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں۔

آپ اس وقت ایک دینی جماعت تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان کے صدر ہیں جسے ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ میں برصغیر کے مسلمانوں کی مذہبی نمائندگی کے لئے سردار احمد خاں پتافی مرحوم کی سرپرستی میں حضرت مولانا سید نور الحسن بخاریؒ علامہ دوست محمد قریشیؒ اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود جیسے بزرگوں نے تشکیل دیا تھا۔ اس تنظیم کا صدر دفتر نواں شہر ملتان میں ہے۔ اور علامہ تونسوی اس تنظیم کے صدر کی حیثیت سے اپنی تحقیقی تحریری اور تقریری تمام تر صلاحیتوں کی بدولت جماعت کا حق ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں خصوصاً اہل سنت کی تبلیغ واشاعت اور مذاہب باطلہ کی طرف سے دین حق کے خلاف سازشوں کا تعاقب اور اس کا موثر سدباب کرنے اور مسلمانوں میں تحریک احیاء دین کو جاری وساری رکھنے کی بھرپور سعی فرمائی ہے۔

تنظیم اہلسنت کا تبلیغی مسلک اعتدال ہے اشتعال نہیں۔ آپ اور آپ کی تنظیم کے مبلغین نے تبلیغ ہمیشہ مثبت انداز میں کی ہے۔ ہنگامے نہیں کرائے صحابہ کرام اور اہلبیت میں ہمیشہ جوڑ کی بات کی ہے توڑ کی نہیں۔ آپ نے ہمیشہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اصلاحی رنگ اختیار کیا ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ہمیشہ دلیل کے ساتھ حق بات کا اظہار کیا ہے۔ حق تعالے آپ کو دیر تک سلامت رکھے۔ آمین!

(ماخوذ تحریک تنظیم اہلسنت ملتان)

مفکرِ اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی مدظلہ (پی۔ایچ۔ڈی، لندن)

آپ پاکستان کے ممتاز ترین علمائے دین میں بلند مقام رکھتے ہیں۔آپ کا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔آپ نے علامہ سید سلیمان ندوی، مفتی محمد حسن امرتسری" مولانا خیر محمد جالندھری" مفتی محمد شفیع" اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ جیسے اکابر علماء سے فیوضات علمی وروحانی حاصل کئے ہیں۔آپ مختلف دینی مدارس اور کالجز میں بحیثیت ایک عظیم محقق استاذ الحدیث اور پروفیسر کی حیثیت سے تدریسی وعلمی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ابتدا میں مرے کالج سیالکوٹ میں پروفیسر رہے۔پھر تنظیم اہل سنت والجماعت سے وابستہ ہوکر آپ تحفظ ناموس صحابہؓ کے افق پر آفتاب بن کے چمکے۔

تنظیم کی طرف سے ایک رسالہ دعوت جاری کیا جس نے آپ کی زیرادارت رفض والحاد کے سیلاب میں دفاع صحابہؓ کے محاذ پر بھرپور تعمیری کام کیا اس سلسلے میں عملی اور مالی مشکلات برداشت کیں اور پاکستان کے شہر شہر اور قریہ قریہ میں عظمت صحابہؓ کے وہ چراغ روشن کیے جن کی تابانی کی جھلک دعوت کے صفحات میں ملے گی۔

آپ نے تحریک تنظیم اہل سنت کے قائد کی حیثیت سے ملک کے طول وعرض میں مقام صحابہؓ کا بھرپور دفاع کیا اور جلسوں، کانفرنسوں، مناظروں، تحریروں، اور تقریروں کے ذریعے ہر محاذ پر رفض والحاد کو للکارا بعدازاں دارالمبلغین تنظیم قائم کر کے ایسے مبلغ اور شاگرد تیار کئے جنھوں نے شہر شہر اور بستی بستی عظمت صحابہؓ کے چراغ جلائے۔۱۹۶۶ء میں آپ انگلستان چلے گئے اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔آپ نے وہاں بھی اصحاب رسول کے دفاع کا کام جاری رکھا اور باقاعدہ ایک اسلامی اکیڈمی مانچسٹر میں قائم کی جس کے آپ ڈائریکٹر منتخب ہوئے۔

آپ نے ایک عظیم محقق اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے پورے انگلستان میں عظمت اسلام کی صدائیں بلند کیں اور مرکز اسلامک اکیڈمی مانچسٹر کے ذریعے دین اور اشاعت حق کا فریضہ سرانجام دیا۔

آپ نے رد مذہب باطلہ میں متعدد تصانیف ومقالات تالیف کئے جن میں آثار الحدیث، خلفائے راشدین، مطالعہ بریلویت علمی وتحقیقی تصانیف ہیں آپ بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں اور مایہ ناز عالم وفاضل ہیں۔

امام اہل سنت حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ

مولانا دوست محمد قریشی بن مولانا علی محمد بن مولوی محمد عبداللہ قریشی قصبہ رنج کلاں تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازیخان میں ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ ۲۹ ستمبر ۱۹۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے جدامجد مولوی محمد عبداللہ صوفی صافی بزرگ تھے اور سلسلہ چشتیہ میں اصحاب تونسہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا علی محمد قریشیؒ اپنے علاقے کے معروف خطیب وواعظ تھے۔ اسی طرح آپ کے نانا مولانا امان اللہ عالم باعمل تھے۔

مذکورہ بالا خاندانی پس منظر میں مولانا دوست محمد نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ والد ماجد کی نگرانی میں قرآن مجید حفظ کیا اور مقامی اسکول میں داخل ہوئے۔ چھٹی جماعت میں پڑھتے تھے کہ دینی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مولانا شیر محمد ساکن محمد پور دیوان ضلع ڈیرہ غازیخان سے فارسی درسیات اور قانونچہ شاہ جمال پڑھا صرف کی دیگر کتابیں مولانا محمد عیسےٰ ڈیروی سے پڑھیں۔ علم نحو کے لئے مولانا غلام محمد ساکن رینجے کلاں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

ابتدائی دینی تعلیم کے بعد مختلف اساتذہ سے اکتساب فیض کے لئے سفر کئے بستی بوہر ضلع ڈیرہ غازی خان میں مولانا محمد حیات، کوٹ مٹھن میں مولانا واحد بخش، گمانی ضلع بہاولپور میں مولانا حبیب اللہ گمانوی اور واں بچھراں میں مولانا حسین علی اور مولانا غلام یٰسین سے استفادہ کیا۔ آخر میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل گئے جہاں امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ جیسے اکابرین سے دورہ حدیث پڑھ کر ۱۳۵۸ھ ۱۹۳۹ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

فارغ التحصیل ہو کر آپ وطن مالوف آئے اور مدرسہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی۔ کچھ عرصہ بعد بنگلہ بازہ نامی بستی چلے گئے۔ پھر مدرسہ مفتاح العلوم بستی اللہ بخش، علاقہ جتوئی میں تدریسی فرائض انجام دیے۔ اس کے بعد مدرسہ معارف القرآن خان گڑھ میں دینی وعلمی کام کیا۔ پھر ۱۹۵۰ء، ۱۳۶۹ھ میں آپ نے پہلی بار فریضہ حج ادا کیا۔

حج سے واپسی پر احمد پور شرقیہ منتقل ہو گئے۔ اس زمانے میں سردار احمد خاں پتافی مرحوم کے جذبہ
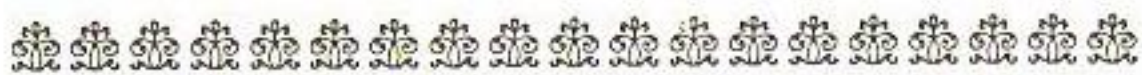
اخلاص سے تنظیم اہل سنت والجماعت قائم ہو چکی تھی آپ بھی اس تنظیم میں شامل ہوگئے۔

۱۹۶۴ء کے آخر میں احمد پور شرکیہ منتقل سے کوٹ ادو منتقل ہوگئے۔ آپ کے عقیدت مندوں نے عظیم الشان نقشبندی مسجد تعمیر کی اور یہاں آپ نے اپنی دلچسپی کے سامان پیدا کر لئے۔ ۱۳۸۹ھ بمطابق ۱۹۶۹ء میں یہاں دارالمبلغین کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ جس میں علماء کی تربیت کا انتظام تھا۔

حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ سلسلۂ نقشبندیہ میں مولانا عبدالمالک نقشبندیؒ سے بیعت تھے۔ ایک بلند پایہ عالم، مناظر، کامیاب واعظ و مبلغ، شیخ طریقت اور اہل سنت والجماعت کے مرکزی رہنما تھے۔ آپ نے متعدد کتابیں بھی یادگار چھوڑی ہیں جن میں اہل سنت پاکٹ بک منہاج التبلیغ عظمت صحابہؓ جلاء الافہام، جلاء الاذہان، ردالمطاعن، براہین سنت، تعارف خلفائے راشدین، مصباح المقررین، مخزن التقاریر، کشف الحقیقت عن مسائل المعرفت والطریقت، التشریح علی التلویح، اور وضاحت النحو وغیرہ شامل ہیں۔

ان مستقل بالذات کتابوں کے علاوہ تنظیم اہل سنت کے آرگن ہفت روزہ دعوت لاہور میں آپ کے بے شمار مضامین طبع ہوئے نیز باب الاستفسارات کے عنوان سے سوالات کے جوابات بھی لکھتے تھے۔

بہر حال ساری زندگی تبلیغ اسلام میں گزار دی اور اسی سلسلہ میں سفر میں تھے کہ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ ۲۷ مئی ۱۹۷۴ کو بھکر ریلوے اسٹیشن پر دورہ قلب پڑا۔ ریلوے ہسپتال بھکر میں منتقل کیے گئے۔ مگر صحت نہ ہوئی اور وہیں جان جان آفرین کے حوالے کر دی۔

انا لله وانا اليه راجعون.

اللہ تعالیٰ درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔

دفاع صحابہؓ اور سپاہ صحابہؓ

1979ء میں ایران میں خمینی انقلاب کے بعد جب الحکومت الاسلامیہ، کشف الاسرار اور اس جیسی کفر پر مبنی کتابیں منظر عام پر آئیں جس میں تحریف قرآن کا عقیدہ، عقیدہ امامت اور صحابہ کرامؓ خصوصاً خلفائے ثلاثہ پر تبرا کھلے لفظوں میں کیا گیا تو اس کی روک تھام اور دفاع صحابہؓ کیلئے امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید نے انجمن سپاہ صحابہؓ کی بنیاد رکھی جس سے شیعت کے دجل وفریب کو چار دانگ عالم میں برہنہ کیا اور دفاع صحابہؓ پر اپنے جسموں کے خون بہا کر ایسی تاریخ رقم کی جس کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائیگا۔

حضرت جھنگوی شہید کی محنت نے علمائے اہلسنت کو دفاع سے نکال کر دشمنان صحابہؓ کو دفاع پر کھڑا کر دیا اور وہ علمائے اہل سنت جو کل تک مناظروں میں خلفائے ثلاثہؓ کا ایمان ثابت کرتے تھے آج دشمنان صحابہؓ پر اس بات پر مناظرہ کرتے ہیں کہ تم اپنا ایمان قرآن پر ثابت کر کے دکھاؤ۔

ذیل میں ہم سپاہ صحابہؓ کے سرکردہ علماء وقائدین کا مختصر تعارف پیش کر رہے ہیں۔

امیر عزیمت بانی سپاہ صحابہؓ

مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور ان کی جدوجہد تاریخ کے آئینے میں

سپاہ صحابہؓ کے بانی امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہید جیسی عبقری صف شخصیت روز روز پیدا نہیں ہوا کرتیں۔ مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ ان جلیل القدر مجاہدوں اور اولوالعزم انسانوں میں سے ہیں جو اپنی اس چند روزہ زندگی میں دین حنیف کی بقا اور اسکے تحفظ کیلئے اپنے آپ کو وقف کرتے ہوئے مصائب و مشکلات کی وادیوں کو عبور کر کے کفر کو نیست و نابود اور حق کو واضح کرتے ہوئے آخر کار شہادت کا تاج پہن کر جنت کو اپنا ٹھکانہ اور مسکن بنالیتے ہیں اور بعد میں آنے والے لوگ ان شہداء کے مقدس خون کی معطر خوشبو اور فکر ونظر کی روشنی میں ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی منزل کو پالیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مولانا جھنگوی سے اپنے دین کے تحفظ کیلئے کام لینا تھا اسلئے آپ کا دل شروع ہی سے مذہب کی طرف مائل تھا جس کی وجہ سے آپ کے والد نے آپ کو عالم دین بنانیکا فیصلہ کیا آپ نے اپنے ماموں حافظ جان محمد سے بارہ سال کی عمر میں دو سال کے عرصے میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ آپ شروع ہی سے ذہین وفطین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غضب کا حافظہ عطا فرمایا تھا آپؒ نے تجوید وقرات کا علم حاصل کرنے کے بعد ملک کی مشہور ومعروف دینی درس گاہ دار العلوم عیدگاہ کبیر والا ضلع خانیوال سے تفسیر حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق وفلسفہ، ادب وتاریخ، صرف ونحو اور دیگر علوم حاصل کئے۔ اسکے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورۂ حدیث کر کے امتیازی نمبروں کے ساتھ سند فراغت حاصل کر کے عالم دین کے اعلیٰ منصب پر فائز ہو گئے۔ دوران تعلیم ہی آپ نے مشہور مناظر اسلام علامہ دوست محمد قریشیؒ اور حضرت مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ سے علم مناظرہ میں مہارت نامہ حاصل کیا اس دوران آپ فن خطابت میں ماہر ہو چکے تھے۔ آپ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد ملتان سے جھنگ محلہ پپلیانوالہ کی مسجد (موجودہ حق نواز شہیدؒ مسجد)، میں بطور خطیب تشریف لائے۔

آپ کی تقریر، عقائد ونظریات کی اصلاح، رد کفر وشرک، ضلالت وگمراہی اور رسوم ورواج کیخلاف

ہوتی۔ علمی وجاہت، دلائل و براہین، جرات و بہادری سے مزین سحر انگیز خطابت، وسعت مطالعہ اور بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں کی وجہ سے پڑھے لکھے اور باشعور نوجوانوں کا حلقہ دیوانہ وار آپ کے گرد جمع ہونے لگا۔ مولانا قول کے بجائے عمل پر یقین رکھتے تھے وہ گفتار کے بجائے کردار کے غازی تھے۔ جھنگ کے مخصوص مذہبی حالات جاگیرداروں، وڈیروں اور نوابوں کے مظالم کو دیکھتے ہوئے آپ نے مظلوم سنی عوام کی حمایت اور سنی حقوق کے تحفظ کیلئے جاگیرداروں اور وڈیروں سمیت تمام استحصالی قوتوں سے ٹکرانے کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے آپ نے سرفروش نوجوانوں پر مشتمل تنظیم سپاہ صحابہؓ کی بنیاد رکھی جو انکے اخلاص اور قربانیوں اور شہداء کے مقدس خون کی بدولت آج ملک کی سب سے بڑی تنظیم اور عالمی جماعت بن چکی ہے۔ جس میں تمام مسلم مکاتب فکر کے افراد فرقہ واریت کے خاتمے اور کفر کے خلاف متحدہ منظم نظر آتے ہیں سپاہ صحابہؓ کی بنیاد رکھتے ہی آپ کا عزیمت کے راستے پر سفر شروع ہو جاتا ہے۔ مصائب ومشکلات، تکالیف وآلام کی گھاٹیاں منہ کھولے آپ کی طرف بڑھنے لگیں۔ اپنے اور بیگانے مخالفوں کی صفوں میں کھڑے نظر آنے لگے۔ ہر طرف کفر وشرک اور ظلم کی تاریکی وسیاہی تھی ایسے حالات اور ماحول میں سنی حقوق اور مظلوم عوام کی حمایت میں آواز حق بلند کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ لیکن اس درویش صفت مرد مجاہد نے انتہائی اخلاص اور للٰہیت کے ساتھ بغیر کسی دنیاوی وسائل واسباب کے ارب پتی وڈیروں اور جاگیرداروں کیخلاف علم جہاد بلند کر دیا۔

مولانا حق نواز جھنگویؒ کی جرات اور بہادری بے خوفی اور باکردار روشن زندگی کو دیکھ کر لوگ دیوانہ وار پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ مظلوم عوام کو مولانا حق نواز جھنگوی کی صورت میں نجات دہندہ اور مسیحامل چکا تھا۔ ایک مسجد کے خطیب اور درویش صفت انسان کا ان کے مقابلے میں ایمان وعقائد اور دلائل ونظریات کی دولت سے مسلح ہو کر یوں تن تنہا میدان عمل میں نکلنے سے عوام حیران اور تمام باطل قوتیں پریشان دکھائی دینے لگیں۔ لوگوں نے حیران ہو کر کہا کہ یہ غریب کسان کا بیٹا جدید علوم سے بے بہرہ، طوفانی جذبات میں بہنے والا، میدان سیاست میں نووارد، فلسفہ جمہوریت سے عاری جس کی کوئی مؤثر لابی نہیں، رائے عامہ پر اثر انداز ہونے والے مشہور ومعروف صحافیوں سے علیک سلیک جس کے پاس مال ودولت کی
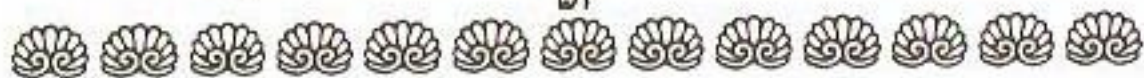
فراوانی نہیں وہ ان جاگیرداروں اور وڈیروں سے مظلوم یرغمالی عوام کو کیسے آزاد کروائے گا؟ باطل قوتوں کا راستہ کیسے روکے گا؟ اور پھر چشم فلک اور اہل نظر نے دیکھا کہ اس جدید علوم سے ناواقف مولوی نے وقت کے فرعونوں کو ایسا للکارا کہ جس سے ان کی کمین گاہیں اور نار چیسل لرز کر رہ گئے۔ کفر کے فلک بوس محلات ان کی یلغار سے زمین بوس ہوتے ہوئے نظر آنے لگے۔

مولانا حق نواز جھنگوی لالچ وطمع، خود غرضی، مال ودولت، شہرت وہوس نام کی کسی چیز سے آشنا ہی نہ تھے۔ مصلحت، حالات سے سمجھوتا، مفاد پرستی، خوف وبزدلی نام کا کوئی لفظ ان کی لغت میں نہیں تھا، آپ کی زندگی اتنی سادہ تھی کہ بے اختیار ان کی سادگی پر پیار آنے لگتا اور وہ عجیب شان بے نیازی اور بے خوف طبیعت کے مالک تھے کہ ان کی بے خوفی پر بھی خوف آنے لگتا۔

مولانا حق نواز جھنگویؒ پیشہ ور مقررہ خطیب کے بجائے صاف اور حق گو انسان تھے۔ وہ حق بات کو بغیر کسی مصلحت اور لگی لپٹی کے بغیر بے خوف ہو کر بڑی جرات اور خوبصورتی کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرتے تھے ان کی یہی ادا عوام کو بڑی پسند تھی،

حضور ﷺ، صحابہ کرامؓ واہل بیت وازواج مطہرات کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت آپ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، جس کی وجہ سے ان کا انداز خطابت باقی خطیبوں سے جدا اور منفرد تھا آپ فرقہ واریت کے سب سے بڑے دشمن اور اتحاد بین المسلمین کے عظیم علمبردار تھے اسی وجہ سے انھوں نے اسلام کے تحفظ کیلئے تمام مسلم مکاتب فکر کو کفر کے خلاف سپاہ صحابہؓ کے پرچم تلے جمع و متحد کیا۔

مولانا حق نواز جھنگویؒ جب اپنے مخصوص انداز اور پرسوز آواز میں عظمت صحابہ کو بیان اور دشمنان صحابہؓ کے باطل عقائد ونظریات کو بے نقاب کرتے ہوئے اپنے احساسات وجذبات کو دکھ درد اور کرب کے ساتھ اظہار کرتے تو وہ غیرت فاروقیؓ کی عملی تصویر دکھائی دیتے اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ مولانا جھنگویؒ کے جسم میں خون نہیں آگ دوڑ رہی ہے وہ منہ سے الفاظ نہیں شعلے نکال کر کفر کے ایوانوں کو جلا کر بھسم کرتے چلے جارہے ہیں مشکل سے مشکل الفاظ بھی بڑی خوبصورتی اور تسلسل وروانی کے ساتھ تسبیح کے دانوں کی طرح ایک خاص ترتیب وانداز سے آپ کے منہ سے ادا ہوتے چلے جاتے اور جب دوران تقریر آپ اپنے موقف

اور مشن کے حق میں اور باطل قوتوں کے کفر پر بڑی بڑی جرات و بے خوفی کے ساتھ قرآن وحدیث سے دلائل و براہین کے انبار لگاتے چلے جاتے تو انکو دیکھنے اور سننے والا ان کی قوت استدلال پر حیران وانگشت بدنداں رہ جاتا پھر ان کی آواز حق کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی جس کی وجہ سے حکمران بھی چونک اٹھے اور باطل قوتیں پریشان دکھائی دینے لگیں اور پھر باطل قوتوں نے اپنے کفر کو چھپانے اور باطل عقائد ونظریات پر پردہ ڈالنے کی کوشش میں مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ کے وجود پر ظلم وتشدد کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔

ظلم وتشدد کے تمام حربے اور ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ انکو مادر زاد برہنہ کر کے پیٹا گیا، تھانوں میں الٹا لٹکایا گیا، جیل کی کال کوٹھریاں ان کا مسکن رہیں۔ ہتھکڑیاں اور بیڑیاں انکے دست وپا کو چومتی رہیں، موت ان کے گردو پیش گھومتی رہیں، انھیں قتل کے جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر پس دیوار زنداں کیا جاتا رہا۔ ان کی زندگی کا چراغ گل کرنے کیلئے قاتلانہ حملے کرائے گئے ان انسانیت سوز مظالم باوجود ان کی آواز حق کو دبایا اور مٹایا نہ جاسکا، ان کی ترغیب وتحریص، جوڑ، توڑ، دھونس، دھاندلی جیسے فرعونی ہتھکنڈوں پرمٹ اور پلاٹوں کے سبز باغ دکھا کر بھی خریدا نہ جاسکا، اپنوں نے متشدد، بے ادب، عقل وخرد سے عاری اور حکمت ودانائی سے خالی کہا۔

حکمرانوں نے آپ کو فسادی وتخریب کار اور دہشت گرد کے القابات سے نوازتے ہوئے قانون شکن کہا۔ آپؒ پر جھوٹے الزامات کی بارش ہونے لگی۔ مولانا حق نواز شہیدؒ نے کہا کہ میں ناموس صحابہؓ واہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تحفظ اور ازواج مطہراتؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے تقدس کا دفاع پوری جرات وبہادری کے ساتھ کروں گا۔ اگر اسلام کے مقدس نام پر لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر حاصل کیے گئے ملک میں امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوپٹے کے دفاع کیلئے آواز بلند کرنا دہشت گردی وتخریب کاری اور فساد ہے تو میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور اس مقدس مشن کے راستے میں رکاوٹ بننے والے قانون، ضابطے اور پابندیاں توڑ دوں گا۔ لاء اینڈ آرڈر کے آگے سر تسلیم خم نہیں کروں گا یہ صرف زبانی جمع خرچ یا روایتی جوش خطابت نہیں تھا بلکہ دنیا جانتی ہے کہ مولانا حق نواز جھنگویؒ نے ناموس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ازواج مطہرات کے تقدس کے دفاع کیلئے فرنگی قوانین کی دھجیاں بکھیر دیں، پابندیوں کے پرخچے اڑا دیے آخر کا اسلام دشمن قوتوں نے

فیصلہ کیا کہ آپ کو مقدمات، مشکلات، رکاوٹوں، اور مخالفتوں کا الاؤ بھڑکا کر اس میں بھون دیا جائے مگر ملت ابراہیمی کے اس عظیم فرزند نے کمال صبر و استقامت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حالات کے الاؤ اور مخالفت کی چتا تو برداشت کر لی مگر نمرودی و فرعونی رویوں سے جوڑ توڑ یا مصلحت پر آمادہ نہ ہوئے۔

لوگوں نے دیکھا کہ جو آگ مولانا حق نواز جھنگویؒ کیلئے جلائی گئی، مقدمات، جیلیں، الزامات، طعنے، بیڑیاں، ہتھکڑیاں اور نوع نوع کے ایندھن ڈال کر جس کا الاؤ بڑھایا گیا تھا۔ مولانا حق نواز جھنگویؒ کی غیرت ایمانی اور اولوالعزمی کی وجہ سے وہ آپؒ کیلئے گل وگلزار بن گئی۔ اب مولانا کی راحت ہی اسی میں تھی کہ وہ اپنے زمانے کا سب سے مشکل ترین کلمہ حق بلند کریں اور اس کلمہ حق کی پاداش میں بڑی سے بڑی مصیبت کو گلے لگالیں۔ مہینوں جیل میں رہنے، درجنوں مقدمات میں الجھے ہونے اور کئی قسم کی مخالفتوں کے باوجود آپ کو اپنے زمانے کے مشکل ترین دور میں کلمہ حق کے اظہار میں کوفت کا احساس ہونے کے بجائے لذت کا احساس ہونے لگا۔ مولانا حق نواز نے حق کا وہ کلمہ جس کے اظہار سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا تھا اس کو آخر وقت تک وردِ زبان رکھا، مولانا جھنگویؒ نے سچائی کو بغیر کسی لاگ لپٹ کے پیش کیا دشمنان صحابہؓ کو دعوت مبارزت دی، دلائل کے میدان میں ان کو گھسیٹا، انہیں بار بار للکارا کہ ہائیکورٹ و سپریم کورٹ یا قومی اسمبلی میں میرے موقف کو جھوٹا ثابت کرو، دلیل کا جواب گولی سے دے کر حق کو باطل نہیں بنایا جاسکتا اور نہ ہی اس طرح باطل کو حق باور کر لیا جاسکتا ہے اگر تم حق پر ہو اور میں باطل پر ہوں تو دلائل کے میدان میں آؤ! مگر ان کی دعوت کو قبول کرنا باطل قوتوں کیلئے زہر کا پیالہ پینے اور باطل عقائد و نظریات کو بے نقاب ہونے کے مترادف تھا اس لئے ان کی دعوت مبارزت کو قبول کرنے اور دلیل کا جواب دلیل سے دینے کے بجائے گولی سے دیا گیا اور اسلام دشمن قوتوں نے ایک بین الاقوامی خونی سازش کے تحت 22 فروری 1990ء کو مولانا حق نواز جھنگویؒ کو ان کے گھر کی دہلیز پر گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقاء کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا۔

جرنیل اول سپاہ صحابہؓ مولانا ایثار القاسمی شہید

جو بھی انسان اس دنیا میں آیا اس کو ایک مقررہ وقت پر واپس بھی جانا ہے لیکن وہ کتنے خوش قسمت اور عظیم انسان ہوتے ہیں جو اس مختصر سی زندگی میں ہزاروں لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے اور مردہ ضمیروں کو بیدار کرنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ ایسے لوگ آنے والے انسانوں کے لئے مشعل راہ بن جاتے ہیں اور پھر اس مقدس مشن پر خود اپنی قیمتی جان کا نذرانہ پیش کر کے شہادت کا تاج پہن کر حیات جاوداں پا لیتے ہیں اور بعد میں آنے والے انسان نشان منزل تک پہنچنے کیلئے ان کی روشن زندگیوں کو مشعل راہ بنا لیتے ہیں۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے ہیں۔ مولانا ایثار القاسمی بھی ان ہی خوش نصیب اور عظیم انسانوں میں سے ایک تھے۔ مولانا ایثار القاسمی ۱۳ اکتوبر 1964ء تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں رانا عبدالمجید کے گھر پیدا ہوئے۔ 1973ء میں آپ کے اہل وعیال سمندری چھوڑ کر لاہور منتقل ہو گئے۔ مولانا شہید نے ابتدائی تعلیم گلبرگ لاہور میں حاصل کی۔ آپ کا دل دینی تعلیم کی طرف مائل تھا کیونکہ قدرت نے آپ سے ناموس صحابہؓ کے تحفظ اور ازواج مطہرات کے تقدس کے دفاع کے لئے کام لینا تھا اس لئے آپ کی خواہش پر آپ کو جامعہ اسلامیہ لاہور میں داخل کرا دیا گیا۔ جہاں آپ نے قرآن پاک حفظ کے علاوہ تجوید قرآن کی سند بھی حاصل کی اس کے بعد آپ نے دارالحکومت حنفیہ اور جامعہ عثمانیہ لاہور میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالعلیم قاسمی سے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔

مولانا ایثار القاسمی شہید نے جھنگ کی سرزمین پر اس وقت قدم رکھا جب مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت کے بعد شہر میں ہر طرف گولیوں کی بوچھاڑ تھی۔ کلاشنکوف چل رہی تھیں بموں کے دھماکے ہو رہے تھے، مظلوم سنیوں پر جبر کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے۔ قاسمی امید کی کرن اور جرات واستقامت کا پہاڑ بن کر شہر کا غم اپنے سینے میں سمیٹتے چلے گئے۔ یہ ہی وہ وقت تھا جب بانی سپاہ صحابہ مولانا حق نواز کو شہید کر دیا گیا۔

6 مارچ 1990 آپ سپاہ صحابہ کے نائب سرپرست اعلیٰ بنے اور مسجد حق نواز شہید میں خطابت کا

آغاز فرمایا۔ آپ کی خطابت میں مولانا حق نواز شہید کی خطابت کا رنگ جھلکتا تھا۔ وہی لب ولہجہ، وہی گرج اور وہی طرز استدلال تھا۔ آپ مولانا حق نواز کے صحیح وارث ثابت ہوئے یہی وجہ ہے کہ سامعین آپ کا خطاب سن کا نعرہ لگاتے تھے۔

قاسمی تیرے روپ میں جھنگوی کی تصویر ہے

جھنگ کی سرزمین پر ایک بار پھر مولانا جھنگوی کے مشن کی خوشبو پھیلنے لگی۔ کارکن پروانوں کی صورت میں دیوانہ وار آپ کے گرد جمع ہونے لگے۔ آپ نے اہل جھنگ کے غم کو اس طرح اپنے سینہ کے اندر سمیٹ لیا کہ ان کو مولانا حق نواز شہید کی جدائی کا احساس تک نہ ہونے دیا۔

6 اگست 1990ء کو صدر غلام اسحٰق خان نے بے نظیر حکومت کو ختم کر کے الیکشن کا اعلان کر دیا 16 اگست لاہور میں سپاہ صحابہؓ کی مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ نے مولانا ایثار القاسمی کو جھنگ کی قومی اور صوبائی دونوں سیٹوں سے الیکشن لڑوانے کا فیصلہ کیا۔ اسلامی جمہوری اتحاد نے جھنگ میں سپاہ صحابہ کی مقبولیت اور یقینی کامیابی کو دیکھتے ہوئے مولانا ایثار القاسمی کو جمیعت علماء اسلام (س) کے کوٹے سے قومی اسمبلی کا ٹکٹ جاری کیا جبکہ صوبائی سیٹ پر آزاد الیکشن لڑنے کا فیصلہ ہوا۔

اہل جھنگ نے جس جوش وجذبہ سے آپ کی انتخابی مہم میں حصہ لیا اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ 24 اکتوبر 1990 کا دن جھنگ کے مظلوم عوام کے لئے عرصہ دراز کے بعد خوشیوں کا پیغام لایا اور جھنگوی شہید کی مسند کا وارث 60 ہزار 9 سو 14 ووٹ لیکر ایک جاگیردار امیدوار کو شکست سے دوچار کر کے ملک کی قانون ساز اسمبلی کا رکن بن گیا اور جھنگ کی فضاء اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔

27 اکتوبر 1990ء کو صوبائی اسمبلی کے انتخاب کے موقع پر مولانا قاسمی شہید جھنگ کے مشہور پیشہ ور سیاست دان شیخ محمد اقبال کو 15 ہزار ووٹوں سے شکست دے کر صوبائی اسمبلی کے ممبر بن گئے۔

مولانا قاسمی کی کامیابی کی خبر جہاں مظلوم مسلمانوں کے لئے باعث مسرت تھی وہاں جاگیرداران جھنگ کیلئے گھروں میں صف ماتم کرنے کیلئے کافی تھی۔ دشمن اپنی عبرت ناک شکست کا صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے انتقامی کاروائیوں پر اتر آیا اور سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو ستم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔
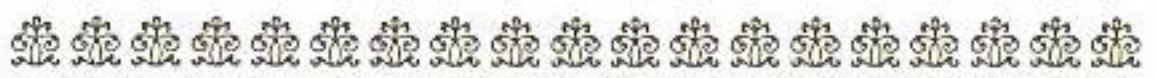
11 نومبر کو سپاہ صحابہ کا عظیم مجاہد محمد نعیم ڈاکٹر کی دکان پر بیٹھا تھا کہ غنڈوں نے شہید کر دیا۔ ظالم مزید آگے بڑھے سپاہ صحابہ کے سرگرم کارکن محمد امجد کو الیکٹریشن کی دکان پر کلاشنکوف کے برسٹ مار کر شہید کر دیا۔

11 ستمبر جھنگ ہی کے 20 سالہ محمد آفتاب جو 6 بہنوں کا اکلوتا بھائی اور بوڑھے والدین کا سہارا تھا، شہید کر دیا گیا۔ 31 دسمبر 1990 کو مولانا ایثار القاسمی کو صدر کی تقریر پر اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ حسب سابق ایوان کی پریس گیلری میں متعدد ملکی اور غیر ملکی اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ ایثار القاسمی مولانا حق نواز شہید کے خواب کی تعبیر بن کر ایوان میں پہنچے تھے۔ آپ کو ایوان میں سب سے کم عمر ممبر ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔ پورے ایوان کی نظریں آپ پر تھیں ہر آدمی دیکھنا چاہتا تھا کہ جھنگ کے جاگیرداروں کا غرور خاک میں ملانے والے مولوی اپنے خیالات کیسے بیان کرے گا۔ کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ منبر و محراب میں عوام کے جذبات پر جادو چلانا آسان ہے۔ ایوان میں ملک کا باشعور طبقہ موجود ہے۔ مولوی کی ناتجربہ کاری اس کیلئے مسائل پیدا کر دے گی۔ مولانا قاسمی نے نہ صرف تمام وہم غلط ثابت کر دیئے بلکہ پون گھنٹے تک ایسی بصیرت افروز تقریر کی کہ تمام ششدر رہ گئے۔

مولانا ایثار القاسمی شہید نے ایوان میں خطبہ تلاوت کرنے کے بعد بلا جھجک اور بیدھڑک تقریر میں صدر کے خطاب پر اظہار خیال کرنے کے علاوہ شریعت بل کے نفاذ کی اہمیت، پیپلز پارٹی کے سابق پورے 2 سال حکومت کی فریب کاریوں، جمہوری اتحاد کی موجودہ حکومت کے فرائض اور بے روزگاری کے تدارک جیسے مسائل پر گفتگو کی اور ساتھ ہی ہمسایہ ملک کی پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی مذمت کی اور اپنے قتل کی سازش کا انکشاف اور موت سے بے خوفی کا اظہار کرنے کے بعد جھنگ کے مسائل اور مظلوم عوام کا سارا مقدمہ اسمبلی کے سامنے رکھا۔

مولانا قاسمی شہید نے واضح کیا کہ ہم ملک کے اندر اصحاب رسول کے تقدس کا دفاع چاہتے ہیں۔ نبی اکرم کی ختم نبوت کا تحفظ چاہتے ہیں اور ہم انشاء اللہ العزیز پر امن طریقے سے اپنے مشن کو پورا کریں گے۔ یہ قتل کی دھمکیاں ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں۔

مولانا ایثار القاسمی ایم این اے ہونے کے باوجود رات کی تاریکی میں جھنگ شہر کی تنگ و تاریک گلیوں میں خود پہرہ دیا کرتے تھے۔ اس دور کا کوئی لیڈر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ قاسمی شہید زندگی کے آخری ایام میں فاروق اعظم کی سنت زندہ کر گئے۔ رات کی تاریکی میں ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے جھنگ علاقے میں جا رہی تھی۔ قاسمی پوچھتے ہیں مائی کدھر جا رہی ہو تمہیں علم نہیں یہاں اس وقت گھر سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔ وہ کہتی ہے بچہ بیمار ہے کسی ڈاکٹر سے دوائی لینے جا رہی ہوں۔ قاسمی شہید اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر دوائی دلواتے ہیں اور واپس اسے گھر پہنچا دیتے ہیں تو فاروق اعظم کا دور یاد آ جاتا ہے۔

4 جنوری 1991ء کو سعید شہید جو کہ دہشت گردی کا نشانہ بنا تھا، اس کے جنازے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا دوستو! حق نواز کی شہادت کے بعد جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں مجھے بدر و احد میں صحابہ کے لاشے تڑپتے نظر نہ آتے تو شاید میں اپنے جذبات پر کنٹرول نہ کر سکتا۔ دشمن کو یہ بھول ہے کہ ہم جیل سے ڈر کر صحابہ کرام کے تقدس کا مشن چھوڑ دیں گے۔ میں اس رب پر بھروسا کر کے کہتا ہوں جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروائیں گے لیکن صحابہ کرام کے مشن سے غداری نہیں کریں گے۔

5 جنوری 1991ء کمسن کارکن شکیل احمد کو شہید کر دیا گیا۔ شکیل کے جنازے کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں اہل سنت کے جنازے اٹھا اٹھا کر تھک گیا ہوں۔ جھنگ کے لوگو اب میری زندگی میں تمہیں کسی سنی کا جنازہ نہیں اٹھانا پڑے گا۔ میں کسی کارکن کی شہادت سے پہلے خود شہادت نوش کرنا بہتر سمجھتا ہوں۔

10 جنوری 1991ء کو ضمنی الیکشن ہو رہے تھے لوگ ووٹ کی پرچیوں کی صورت میں حق و باطل کا معرکہ جیتنے کے لئے صبح پولنگ اسٹیشنوں پر بڑے جوش و جذبہ سے جا رہے تھے کسی کو یہ نہیں پتا تھا کہ آج ہم سے صحابہ کا عاشق جدا ہونے والا ہے۔ مولانا مختلف اسٹیشنوں سے ہوتے ہوئے ایک جگہ پولنگ اسٹیشن پر پہنچے ابھی گاڑی رکی ہی تھی کہ حملہ آوروں نے ایثار القاسمی پر فائرنگ کر دی۔ مولانا فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ ایثار القاسمی نے شہادت کا رتبہ پا لیا۔ تڑپ تڑپ کر شہادت کی دعائیں کرنے والا تڑپا تڑپا کر شہید کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید

نام ضیاء الرحمٰن فاروقی

ولادت باسعادت

۱۹۵۳ء کا سال پاکستان کی مذہبی تاریخ میں پہلی تحریک ختم نبوت کے سال کے طور پر مشہور ہے تحریک کے عین عروج کے دور میں جبکہ مولانا محمد علی جانباز تحریک ہی کے سلسلے میں گرفتار ہو کر سکھر جیل میں قید کر دیے گئے تھے ۴ مارچ کو آپ کی اہلیہ کے بطن سے بستی سراجیہ نزد خانیوال میں ضیاء الرحمٰن فاروقی کی پیدائش ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

۱۹۶۸ میں آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے ماموں کے پاس بستی سراجیہ ضلع خانیوال کے اسکول میں داخل کرا دیا ۱۹۶۳ء میں پرائمری کا امتحان پاس کیا اسی سال ۱۹۶۳ میں والد ماجد مولانا محمد علی جانباز صاحب کے آپ کو اسکول کی تعلیم چھڑوا کر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں شعبہ حفظ میں داخلہ کروا دیا۔

تکمیل درس نظامی

۱۹۷۵ میں آپ نے جامعہ خیر المدارس ملتان میں دورہ حدیث شریف کی تعلیم کیلئے داخلہ لیا۔ یہاں آپ کو حضرت مولانا محمد شریف جالندی نے بخاری شریف پڑھائی۔ ابوداؤد شریف مفتی اعظم مفتی عبدالستار صاحب مسلم شریف مولانا محمد صدیق صاحب نے پڑھائی۔ دیگر اساتذہ میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب جن سے گلستان پڑھی مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی، مولانا غلام رسول صاحب مفتی مقبول احمد صاحب، مولانا منظور احمد صاحب مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب۔

گرفتاریاں:

تقریباً دس مرتبہ ہوئیں۔

سپاہ صحابہ میں شمولیت :

۱۰ فروری ۱۹۸۶ کو جھنگ میں آل پاکستان دفاع صحابہ کانفرنس کے موقع پر ہزاروں کے مجمعے میں شمولیت کا
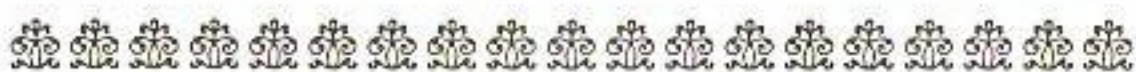
اعلان کیا۔

سپاہ صحابہ کی سرپرستی

۷ مارچ ۱۹۹۰ کو سپاہ صحابہ کا سرپرست بنایا گیا۔

فاروقی شہید بحیثیت صاحب قلم

فاروقی شہید کے قلم سے ہزاروں صفحات تحریر ہوئے۔ ہم صرف تصانیف کے نام لکھنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۱: تذکرہ مفتی محمود ۲: رہبر و رہنما ۳: مقدمہ تاریخ کالا پانی ۴: تحریک نظام مصطفیٰ ۵: خمینی ازم اور اسلام ۶: اسلام میں صحابہ کرامؓ کی آئینی حیثیت

۷: علماء دیوبند کا تعارف اور خدمات ۸: تحریک آزادی ہند کے نامور سپوت

۹: یورپ کے سنگین مجرم ۱۰: شیخ عبدالقادر جیلانی ۱۱: فیصل اک روشن ستارہ

۱۲: کنزالایمان پر پابندی کیوں؟ ۱۳: خلافت راشدہ جنتری ۱۴: مجلہ اصحاب رسول ۱۵: ممبران پارلیمنٹ کے نام

۱۶: سپاہ صحابہ کیا ہے اور کیا چاہتی ہے۔ ۱۷ گستاخ صحابہ کی شرعی سزا ۱۸: سپاہ صحابہ کا نصب العین اور تقاضے ۱۹: خلافت اور حکومت ۲۰: شیعہ اور مسلمانوں کا بنیادی فرق ۲۱: تاریخی دستاویز ۲۲: شیعہ سے امت مسلمہ کا اصل اختلاف ۲۳: رسالت ۲۴: صحابہ کرامؓ ۲۵: مجبور آوازیں ۲۶: کام کیسے کریں ۲۷: اسلام اور شیعہ مذہب کا تقابلی جائزہ ۲۸: لہورنگ ۲۹: سپاہ صحابہؓ میں ہر مسلمان کی شمولیت کیوں ضروری ہے؟ ۳۰: کیا خمینی کو عالمی ہیرو قرار دیا جاسکتا ہے۔ ۳۱: حضرت امام مہدی ۳۲: تعلیمات آل رسول ۳۳: خلافت ورلڈ آرڈر ۳۴: طلوع سحر

۳۵: پھر وہی قید و قفس

اسکے علاوہ کئی کئی جلدوں میں مختلف عنوانات سے خطبات چھپ کر مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔

شہادت ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ کو ماہ رمضان میں روزے کی حالت میں سبائی سازش کے ذریعے خالق حقیقی سے جا ملے۔

شہید لالہ رخ علامہ شعیب ندیم شہید

نام وولادت:

جون 1966 میں عبدالعزیز کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی اہل خانہ نے اتفاق رائے سے اللہ کے پیارے کی نسبت سے محمد شعیب رکھا۔

بچپن اور تعلیم:

محمد شعیب بچپن ہی سے بڑا حساس اور ذہین تھا۔ والدین نے تعلیم میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور گاؤں کے اسکول میں داخل کرادیا یہاں پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور میٹرک کا امتحان ۱۹۸۲ میں راولپنڈی تعلیمی بورڈ سے امتیازی نمبروں سے پاس کیا ۱۹۸۴ میں ایف اے کیا اسکے بعد تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا تاہم ۱۹۹۶ میں پنجاب یونیورسٹی سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔

درس نظامی:

ابتدائی کتب لالہ رخ واہ کینٹ میں اور کچھ عرصہ اشاعت القرآن اٹک میں شیخ الحدیث مولانا امتیاز صاحب اور مولانا قاری رحمت سے کسب فیض کیا۔

سپاہ صحابہ میں شمولیت:

۱۹۸۶ میں واہ کینٹ میں جنرل سیکرٹری کی ذمہ داری حضرت جھنگوی شہیدؒ نے مولانا کے کندھوں پر ڈالی اور اسکے بعد مختلف ذمہ داریوں پر فائز رہے۔ اور مرکزی ڈپٹی سیکرٹری بھی رہے۔

گرفتاریاں:

مختلف اوقات میں ۸ مرتبہ گرفتار ہوئے۔

قاتلانہ حملے:

مختلف اوقات میں ۱۱ قاتلانہ حملے ہوئے جس میں سے آخری جان لیوا ثابت ہوا۔
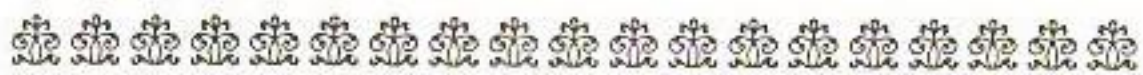
شہادت:

عین زمانہ شباب میں ۱۳ ستمبر ۱۹۹۸ بروز سوموار دن تین بجے اسلام آباد کی مصروف اور معروف شاہراہ پر سبائی سازش کا شکار ہوئے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں شہید لالہ رخ سے لالہ زار تک)

خطیب ایشیا و یورپ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ

آپ ۱۹۳۷ء کو ریاست مالیر کاٹلہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم مولانا عبدالرحیم صاحبؒ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے شاگرد، علم وعمل میں یکتائے روزگار اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ وہ ریاست مالیر کوٹلہ میں خطیب و امام تھے پھر بستی کنگروڑ ضلع جالندھر میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ نے تقسیم ہند تک سکول میں چار جماعتیں پڑھیں تھیں کہ والد گرامی کے ساتھ فیصل آباد آ گئے یہاں دینی تعلیم کے لئے مدرسہ اشاعت العلوم فیصل آباد میں داخل ہوئے اور تمام کتابیں درس نظامی اسی مدرسہ میں رہ کر نو سال تک پڑھیں۔ پھر ایک سال جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں رہ کر تمام نصابی کتب مکمل کیں اور اول پوزیشن حاصل کی۔ دورہ حدیث مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں پڑھا۔ اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالخالق شورکوٹیؒ۔ حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحبؒ قابل ذکر ہیں۔

دورہ حدیث ۱۹۵۶ء میں پڑھ کر آپ دیوبند گئے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ سے بیعت ہوئے واپسی پر آپ دینی و تبلیغی خدمات میں مصروف ہو گئے۔ منکرین ختم نبوت، منکرین حدیث اور عائلی قوانین کے خلاف تحریکات میں آپ نے سرگرمی سے حصہ لیا اور ایوبی دور حکومت میں چھ ماہ نظر بند رہے۔ بعد ازاں شورش کاشمیریؒ مولانا غلام اللہ خان اور دیگر زعماء کی رہائی کے سلسلہ میں زبردست تحریک چلائی گئی تو آپ پیش پیش تھے اور اس جرم میں کئی مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے۔

اسی طرح اہل بدعت کی طرف سے شرک و بدعت کا طوفان کھڑا کیا گیا تو اس کی سرکوبی کیلئے آپ

نے مولانا غلام اللہ خان، مولانا محمد علی جالندھری، حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا لال حسین اختر، سید نور الحسن بخاری اور شورش کاشمیری جیسے زعماء اسلام کی حمایت سے ایک زبردست تحریک چلائی اہل بدعت کو شکست فاش ہوئی اور آپ کی تحریک کامیاب رہی۔

آپ چند سال جمعیت علماء اسلام سے بھی وابستہ رہے۔اسی طرح تنظیم اہل سنت کے ناظم اعلیٰ بھی رہے۔پھر تحریک تحفظ ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفے میں بھرپور حصہ لیا۔آخر میں سپاہ صحابہؓ کے سرپرست منتخب ہوئے اور جامعہ قاسمیہ فیصل آباد کے آپ مہتمم رہے۔انٹرنیشنل اکیڈمی ختم نبوت کے مدیر اعلیٰ اور جامع مسجد غلام آباد کالونی فیصل آباد کے خطیب بھی رہے جو توحید و سنت کا مرکز ہے۔آخر وقت تک سپریم کونسل سپاہ صحابہ کے چیئرمین رہے اور زندگی کے تمام لمحات تحفظ ناموس رسول ﷺ وصحابہؓ کے لئے وقف کیے ہوئے تھے اور یہی ان کی زندگی کا اصل مشن تھا، متعدد کتب بھی آپ نے تصنیف کی ہیں جن میں خطبات قاسمی علمی شاہکار ہے۔

جبل استقامت جرنیل سپاہ صحابہؓ حضرت مولانا اعظم طارق شہید

ولادت باسعادت: جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق شہید ۱۰ شوال ۱۳۸۰ھ بمطابق ۲۸ مارچ ۱۹۶۱ بروز منگل صبح چک نمبر 111/7R تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال میں حاجی فتح محمد صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔

تعلیم 1983 میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

مشہور اساتذہ کرام:

مفتی ولی حسن ٹونکی صاحب، مولانا محمد ادریس صاحب، مولانا بدیع الزمان صاحب، مولانا سید مصباح اللہ شاہ صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحبؒ

حضرت جھنگوی شہید کی 1986 میں کراچی آمد کے موقع پر باضابطہ جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

ذمہ داریاں:

سپاہ صحابہؓ میں شمولیت :

ڈویژنل جنرل سیکرٹری سے مرکزی صدارت تک

قاتلانہ حملے: زندگی میں کل بارہ قاتلانہ حملے ہوئے آخری حملہ جان لیوا ثابت ہوا۔

گرفتاریاں:

سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے زندگی کی کئی بہاریں اسارت میں گزاریں۔

رکن اسمبلی:

۳ مرتبہ قومی ایک مرتبہ صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے۔ مولانا کو یہ اعزاز حاصل ہے جیل میں رہ کر قومی اسمبلی کا الیکشن جیتا۔

تصنیفات:

میرا جرم کیا ہے، ٹوٹ گئی زنجیر، خطبات جیل مذکورہ کتابیں جیل میں ہی تصنیف کیں۔

اسکے علاوہ مولانا کی زندگی اور خطبات پر مشتمل کئی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔

شہادت:

16 اکتوبر 2003 کو اسلام آباد میں پارلیمنٹ جاتے ہوئے سیاسی سازش کا شکار ہو کر جام شہادت نوش فرمایا۔

تفصیلات کیلئے ملاحظہ فرمائیں (حیات اعظم طارق شہید)

قارئین کرام!

جہاں دفاع صحابہؓ کیلئے علمائے دیوبند نے تحریکی انداز و جماعتی صورت میں خدمات انجام دیں وہیں انفرادی حیثیت سے بھی علمائے دیوبند نے خدمات انجام دیں جن میں:

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، حضرت مولانا محمد نافع صاحب، حضرت مولانا مہر محمد میانوالی صاحب قابل ذکر اور نمایاں ہیں۔

اول الذکر دو حضرات کے ہمیں حالات دستیاب ہوئے ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

آپ پاکستان میں ممتاز فضلاء دیوبند میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم پنجاب کے مختلف مدارس عربیہ سے حاصل کی۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ امتحان داخلہ شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ نے ۱۳۵۷ھ میں لیا۔ پہلے سال ۱۳۵۷ھ میں شرح عقائد حضرت مولانا نافع گل صاحبؒ کے پاس اور مختصر المعانی اور مشکوٰۃ شریف حضرت مولانا عبدالسمیع صاحبؒ سے پڑھیں اور متنبی شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے پڑھی۔ دوسرے سال ۱۳۵۸ھ میں دورہ حدیث کی تکمیل ہوئی۔ بخاری شریف اور ترمذی شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھیں۔ شمائل ترمذی حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے پڑھائی۔ مسلم شریف حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ کے پاس اور ابوداؤد شریف شروع میں حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین صاحبؒ نے پڑھائی اور اس کی تکمیل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے فرمائی۔ طحاوی شریف حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ سے پڑھی۔

فراغت تعلیم کے بعد وطن واپس آکر تعلیمی و تدریسی خدمات میں مصروف ہوگئے۔ اپنے شہر چکوال میں ایک دینی مدرسہ اظہار الاسلام کے نام سے قائم کیا اور ایک جامع مسجد مدنی چکوال شہر میں تعمیر کرائی جس میں آپ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور مدرسے کا نظم و نسق بھی احسن طریق پر چلاتے رہے۔ تدریس کے ساتھ تصنیف کا بھی مشغلہ جاری رہا اور ایک ماہنامہ باقاعدہ مدرسہ کی طرف سے شائع ہو رہا ہے۔ آخر وقت تک مجلس خدام اہلسنت پاکستان کے امیر رہے اور باطل نظریات کے خلاف جہاد میں مصروف

رہے۔

سلوک وتصوف میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔آپ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ ارشد تھے اور موجودہ دور میں ایک عظیم محقق، مدبر، مصنف، مناظر، مدرس، خطیب اور عارف کامل تھے اور معروف علمی شخصیات میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ

نام وولادت محمد نافع ۱۹۱۵ء میں محمدی شریف ضلع جھنگ

تعلیم 1933 میں حفظ قرآن مجید ابتدائی کتب گاؤں میں پڑھیں۔

فراغت: 1943 میں دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کی

تالیفات:

۱:مسئلہ ختم نبوت اور سلف صالحین ۲:حدیث ثقلین ۳:رحماء بینہم ۳ جلدیں ۴:مسئلہ اقربا پروری ۵:ابوسفیانؓ اور ان کی اہلیہ ۶:بنات اربعہ ۷:سیدنا علی المرتضیٰ ۸:سیدنا امیر معاویہؓ (۲ جلدیں) ۹:فوائد نافعہ (۲ جلدیں) ۱۰) حضرت علیؓ

چوتھا باب

چہل حدیث در مناقب صحابہ رضی اللہ عنھم

فضیلت صحابہؓ

۱)عن عبداللہ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:

(خیرالناس قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم ، ثم یجیء قوم تسبق شھادۃ احد ھم یمینہ ، ویمینہ شھادتہ۔)

(بخاری: ۱/ ۵۱۵، کتاب المناقب، باب فضائل اصحاب النبی ﷺ ، ح : ۳۶۵۱۔ عمدہ ۱۱/ ۳۸۴)

قال المغربی: رواہ الستۃ الامالکا. وفی تلک الروایۃ زیادۃ۔

سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں (یعنی صحابہ کرامؓ)، پھر وہ لوگ جو ان (کے بعد ان سے) ملے ہوں گے (یعنی تابعین)، پھر وہ لوگ جو ان (کے بعد ان سے) ملے ہوں گے (یعنی تبع تابعین)۔ پھر ان کے بعد کے تو ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی گواہی قسم سے آگے جا رہی ہوں گی اور قسم گواہی سے پہلے (یعنی ان سے گواہی و قسم طلب نہیں کی جائے گی پھر بھی گواہی دیتے اور قسمیں اُٹھاتے پھر رہے ہوں گے۔

(وفی روایۃ، ۳۶۵۰ : خیرامتی قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم۔)

۲)عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

(النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد، وأنا امنۃ لاصحابی ؛ فاذا ذھبت أنا اتی اصحابی ما یوعدون، واصحابی امنۃ لامتی ؛فاذا ذھب اصحابی اتی امتی ما یوعدون۔)

(مسلم: ۲/ ۳۰۸، کتاب فضائل الصحابۃ ، باب بیان ان بقاء النبی امان لاصحابہ وبقاء اصحابہ امان لامتہ، ح: ۶۴۱۳.)

ستارے آسمان کے لئے حفاظت (کا ذریعہ) ہیں، چنانچہ جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان سے کیا ہوا وعدہ پورا ہوگا (یعنی آسمان پھٹ پڑے گا) اور میں اپنے صحابہؓ کے لئے حفظ وامان ہوں، پس جب میں چلا جاؤں گا تو صحابہ کرامؓ پر وہ کڑا وقت (یعنی حادثہ) آجائے گا جس سے وہ خائف ہیں، (یعنی مختلف اطراف سے آزمائشوں اور فتنوں کا شکار ہو جائیں گے) اور میرے صحابہ کرامؓ میری باقی امت کے لئے حفظ وامان (کا ذریعہ) ہیں، سو جب صحابہ کرامؓ (دنیا سے) چلے جائیں گے تو امت پر وہ مصیبت ٹوٹ پڑیں گی جن کا امت کو خطرہ لاحق ہیں۔

۳) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه یقول: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول:(لا تمس النار مسلما رآنی اور آی من رآنی.)

(ترمذی: ۲/۲۲۵، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رأی النبی ﷺ، ح: ۳۸۶۷۔ تحفہ: ۱۰/۳۳۱)

کسی بھی ایسے خوش بخت کلمہ گو کو (جہنم کی) آگ نہیں چھو سکتی جس نے میرا دیدار کیا ہو یا پھر مجھے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔

٤) عن عبدالله بن مغفل رضی الله عنه: قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعد ی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذاالله ومن اذی لله یوشك ان یا خذه (ترمذی ص ۲۲۵، ج ۲،کتاب المناقب باب فی من سب اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ح: ۳۸۷۱ مشکوة، ص ٥٥٤ ج ۲)

میرے صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، میرے صحابہ کرامؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، میرے بعد ان کو (اپنے طعن وتشنیع کا) نشانہ نہ بنانا، سو (یاد رکھو) جو ان سے محبت کرے گا تو اس کی بناء میری ہی محبت ہوگی اور جو ان سے بغض رکھے گا تو میرے ساتھ بغض کی وجہ سے (ان سے بغض رکھے گا) اور جو ان کو اذیت پہنچائے اس نے مجھے اذیت پہنچائی جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اور جس
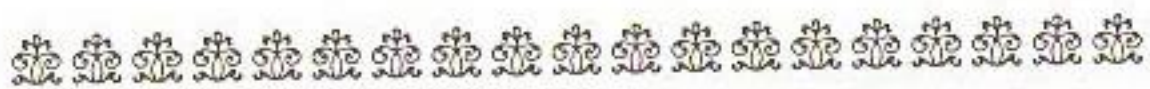
نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی وہ تو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ گیا۔

۵) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

لاتسبوا اصحابی فلوان احدکم انفق مثل احد ذہبا مابلغ مداحد ھم ولا نصیفہ۔ (بخاری، ج ۱، ص ۵۱۸. کتاب فضائل الصحابۃ ح: ۳۶۷۳ مسلم، ج ۲، ص ۳۰۱. مشکوۃ، ج ۲، ص ۵۵۳)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برا مت کہو اس لئے کہ بے شک تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی (در راہ خدا) خرچ کرے تو صحابہؓ میں سے کسی کے ایک مد اور نصف مد کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔

۶) عن عبداللہ بن بریدۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد من اصحابی یموت بارض الابعث قائداً ونوراً لھم یوم القیامۃ

(رواہ الترمذی ۲/۲۲۵، کتاب المناقب، باب من سب اصحاب النبی، ح: ۳۸۷۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میرا جو صحابی کسی سرزمین میں فوت (اور مدفون ہوگا) وہ قیامت کے دن اس سرزمین کے لوگوں کے لئے پیشوا اور نور اٹھا کر اٹھایا جائے گا۔

وہ روشنی مراد ہے جسے قرآن میں یوم تری المومنین والمومنات یسعی نورھم بین ایدھم وبایمانھم (حدید ۱۲، تحریم ۸) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۷) عن ثوبان او عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: رسول ﷺ:

(اذا ذکرا صحابی فامسکوا، واذاذکرت النجوم فامسکوا، واذا ذکرالقدر فامسکوا.)

المعجم الکبیر للطبرانی ۲/۹۶، ح: ۱۴۲۷ و ۱۰/۱۹۸، ح: ۱۰۴۴۸۔

جب میرے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ آ جائے تو زبان روک لو (اور احتیاط سے کام لو)، جب ستاروں کا ذکر ہو تو رک جاؤ جب تقدیر کا مسئلہ آ جائے تو بھی رک جاؤ۔ (یعنی اس بحث میں نہ پڑو)

۸) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: رسول اللہ ﷺ:

(اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولو ا لعنة الله علی شرکم)

ترمذی ۲/ ۲۲۵، کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی۔ ح: ۳۸۷۰

تحفہ ۳۳۸/۱۰

جب تم کسی کو صحابہ کرامؓ کے بارے میں دشنام طرازی کرتے ہوئے دیکھو تو کہو اللہ کی پھٹکار لعنت ہو۔

فضیلت ابوبکر صدیقؓ

۹)عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یحدث عن النبی ﷺ:

(انہ قال لوکنت متخذا خلیلا لا تخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ اخی وصا حبی وقد اتخذاللہ عز وجل صاحبکم خلیلا۔) (مسلم ۲/ ۲۷۳، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ، ح: ۶۱۲۲۔)

اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل بناتا، لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں، اور (میرا حال یہ ہے کہ) مجھے اللہ نے اپنا خلیل بنالیا ہے۔

۱۰)عن عائشہ رضی اللہ عنہا: ان ابا بکر دخل علی رسول اللہ ﷺ فقال: (انت عتیق اللہ من النار) فیومئذ سمی عتیقا۔ (ترمذی ۲/ ۲۰۸، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر، ح: ۳۶۸۸۔) ج ۵/ ۵۷۵ بیروتی تحفہ ۱۰/ ۱۵۸

تم اللہ کی طرف سے آتشِ دوزخ سے آزاد کر دیے گئے ہو۔ پس اسی دن سے آپ کو عتیق کہا جانے لگا۔

۱۱) عن ابنِ عمر رضی اللہ عنہ، ان رسول ﷺ قال لابی بکرؓ:

(انت صاحبی علی الحوض، وصاحبی فی الغار)، ترمذی ۲/ ۲۰۸، کتاب المناقب، باب مناقب ابی بکر و عمرؓ، ح: ۳۶۷۹۔ (ج ۵/ ۵۷۲ بیروتی)

تم حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھ ہو گے اور غار (ثور) میں بھی میرے ساتھی تھے۔

۱۲) عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول ﷺ:

(رحم اللہ ابا بکر زوّجنی ابنتہ وحملنی الی دارالھجرۃ) (مستدرک حاکم ۴/ ۷۲، کتاب
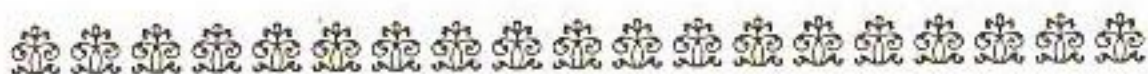
معرفة الصحابی. باب الخلافة بالمدینة، ح: ٤٤٩٨)

وفی روایة الترمذی : عن علی قال : قال رسول ﷺ: رحم الله ابابکر زوجنی ابنته، وحملنی الی دارا لهجرة واعتق بلالا من ماله ۔ رحم الله عمر یقول الحق وان کان مرّا، ترکه الحق وماله صدیق۔ رحم الله عثمان تستحییه الملائکة۔ رحم الله علیا، اللهم ادرالحق معه حیث دار) (ترمذی ۲/۲۱۲ ، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب ، ح: ۳۷۲۳.) تحفه ۲۰۳/۱۰

اللہ تعالیٰ ابوبکر سے رحم وکرم کا معاملہ فرمائے کہ اپنی جگر گوشہ میرے نکاح میں دی اور (ہجرت کے کٹھن مرحلہ میں) مدینہ تک مجھے لے گئے، اور بلال کو رہائی دلائی، اور اللہ عمر پر رحم فرما کہ حق ہی کہتے ہیں اگرچہ حق کہنا کڑوا (اور دشوار) ہو۔ اور اللہ تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے، اے اللہ علیؓ جہاں پھرے حق کو ان کے ساتھ پھیر دے۔

فضیلت عمر فاروقؓ

۱۳) عن ابنِ عمر رضی الله عنه قال ان رسول الله ﷺ قال:

(ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه) (ترمذی ۲۰۹/۲۰ کتاب المناقب، باب مناقب ابی حفص عمر بن الخطابؓ۔ ان الله جعل الحق علی لسان عمر وقلبه، ح: ۳۶۹۱)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق حضرت عمر کے دل (میں راسخ) اور زبان پر رکھ دیا ہے۔

۱٤) عن عقبة بن عامر رضی الله عنه قال: قال رسول ﷺ:

(لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب) (ترمذی ۲۰٦/۲ کتاب المناقب باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، ح: ۳۶۹۵)

(بالفرض) اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ عمرؓ بن خطاب ہوتے۔

۱۵) عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

(ایه یا ابن الخطاب ، والذی نفسی بیده مالقیك الشیطان سالکا فجا الا سلك فجا غیرفجك) بخاری ۸۹۹/۲ کتاب الادب، (٦٨) باب التبسم والضحك، ح: ٦٠٨٥.
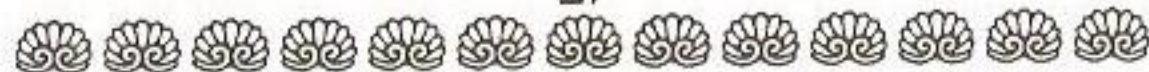
واہ رے اے خطاب کے بیٹے (عمرؓ) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ شیطان تمھیں جس راستے پر چلتے دیکھتا ہے اس سے اپنا راستہ بدل لیتا ہے۔

فضیلت عثمان غنیؓ

۱۶) عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال:

(لكل نبی رفيق فی الجنة ، و رفيقی فيها عثمان بن عفان) (ابن ماجه ١/١١ ، كتاب السنة باب فضل عثمان بن عفان رضی الله عنه ح: ١٠٩)

جنت میں ہر نبی کی رفاقت میں ایک ساتھی ہوگا، اور میرا جنت کا ساتھی عثمان بن عفان ہوگا۔

وفی رواية الترمذی : عن طلحة بن عبيد الله رضی الله عنه قال: قال النبی ﷺ: لكل نبی رفيق و رفيقی يعنی فی الجنة عثمان. (ترمذی ٢/٢١٠ ، كتاب المناقب ، باب فی مناقب عثمان بن عفان رضی الله عنه ح: ٣٦٩٨)

فضیلت علی المرتضیؓ

۱۷) عن امّ سلمة رضی الله عنها ...تقول: كان رسول الله ﷺ يقول

(لا يحب عليا منافق ولا يبغضه مومن) (ترمذی ٢/٢١٣ ، كتاب المناقب ، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی الله عنه ح: ٣٧٢٦

شیر خدا حضرت علیؓ سے صرف مومن ہی محبت کرسکتا ہے اور بغض صرف منافق ہی رکھ سکتا۔

وفی رواية له: عن علی رضی الله عنه قال : لقد عهد الی النبی الا می ﷺ انه لا يحبك الا مومن، ولا يبغضك الا منافق) (ترمذی ٢/٢١٤، كتاب المناقب باب مناقب علی ابن طالب رضی الله ح: ٣٧٣٦.)

۱۸) عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه ان النبی ﷺ:

قال لعلی رضی الله عنه (انت منی بمنزلة هارون من موسٰی) (ترمذی ٢/٢١٤،

كتاب المناقب باب مناقب على ابن ابى طالب رضى الله عنه ح: ٣٧٣٣)

تم میرے لئے اس طرح ہو جیسے موسیٰ کے لئے (ان کے بھائی) ہارونؑ تھے، ہاں اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (اور موسیٰ کے بعد نبی ہوگا۔۔۔۔)

(وفى رواية له عن جابر بن عبدالله ان النبى ﷺ قال لعلى رضى الله عنه (انت منى بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبى بعدى. ترمذى ٢/٢١٤، كتاب المناقب باب مناقب على بن ابى طالب رضى الله عنه ح: ٣٧٣٠ بخارى كتاب المغازى باب غزوه تبوك، ح: ٤٤١٦.)

فضیلت حسنینؓ

١٩) عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ

(الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة) (ترمذى ٢/٢١٧، كتاب المناقب باب مناقب الحسن و الحسين رضى الله عنهما. ح: ٣٧٧٧)

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

٢٠) عن ابى بكرة رضى الله عنه سمعت النبى ﷺ على المنبر والحسن الى جنبه ينظر الى الناس مرة واليه مرة ويقول:

(ابنى هذا سيّد، ولعل الله ان يصلح به بين فئتين من المسلمين) (بخارى ١/٥٣٠، كتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسين رضى الله عنهما ح: ٣٧٤٦)

ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرام ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسنؓ آپ کے پہلو میں تھے، رسول اللہ ﷺ ایک نظر حسن کو دیکھتے اور ایک نظر لوگوں پر ڈالتے اور فرماتے،

بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے اور انشاء اللہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔

٢١) عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما: قال النبى ﷺ

(هما ريحانتاى من الدنيا) (بخارى ١/ ٥٣٠ ، كتاب الفضائل باب مناقب الحسن والحسين رضى الله عنهما ۔ ح: ٣٧٥٣ عمدة ١١/ ٤٨٠)

یہ دونوں (حسنؓ وحسینؓ) میرے لئے دنیا کی خوشبو ہیں۔

فضیلت معاویہؓ

٢٢)عن عبدالرحمٰن بن ابى عمير رضى الله عنه ، وكان من اصحاب رسول الله ﷺ عن النبى ﷺ انه قال لمعاوية رضى الله عنه۔ الهم اجعله هاديا مهد يا واهدبه (ترمذى ٢/ ٢٢٤، كتاب المناقب باب مناقب معاوية ابن ابى سفيان رضى الله عنه ، ح: ٣٨٥١

اے اللہ معاویہ کو اپنے بندوں کے لئے ذریعہ ہدایت اور خود ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور ان سے ہدایت کا کام بھی لے لیجئے۔

٢٣) عن العرباض بن سارية السّلمى رضى الله عنه قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول:

(اللهمّ علّم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب) (صحيح ابن حبان)

١٦/ ١٩٢ ، كتاب اخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكرمعاوية بن ابى سفيان رضى الله عنه ح: ٧٢١٠)

اے اللہ معاویہ کو کتابت اور فن حساب سکھا دیجئے اور ان کو آخرت کے عذاب سے بچائیے۔

فضیلت عائشہؓ

٢٤) عن عائشه رضى عنها قالت : قال رسول الله ﷺ يوما:

(يا عائش هذا جبرئيل يقرئك السلام فقلت وعليه السلام و رحمة الله وبركاته، ترى مالا ارى تريد رسول الله صلى الله عليه وسلم

(بخاری ١/ ٥٣٢، کتاب المناقب باب فضل عائشة ح : ٣٨٦٨)

رسول اللہ ﷺ نے ایک دن مجھ سے فرمایا عائشہ یہ جبرئیل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں عائشہ نے کہا اور جبرئیل پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت نازل ہو حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ ان (جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ رہے تھے اور میں ان کو نہیں دیکھ رہی تھی۔

٢٥) عن ابن ابی ملیکة عن عائشه رضي الله عنها :

ان جبرئیل جاء بصورتها فی خرقة حریر خضراء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال : ان هذه زوجتك فی الدنیا والآخرة

(ترمزی ٢/ ٢٢٦ کتاب المناقب باب فضل عائشه ح : ٣٨٨٩)

ابن ابی ملیکہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ نے فرمایا: بے شک جبرئیل علیہ اسلام سبز ریشم کے کپڑے کے ٹکڑے میں آپ ﷺ کے پاس انکی تصویر لائے اور فرمایا: بے شک یہ تیری بیوی ہے دنیا اور آخرت میں۔

فضیلت فاطمہؓ

٢٦) عن المسور بن مخرمة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی

(بخاری ١/ ٥٣٢، کتاب فضائل الصحابة باب مناقب قرابة رسول الله ح : ٣٧١٤)

فاطمہ میرا جزو بدن ہیں جس نے ان کو غصہ دلایا اس نے مجھے غصہ دلایا۔

فضیلت انسؓ

٢٧) عن ام سلیم رضی الله عنها انها قالت : یا رسول الله صلی الله علیه وسلم انس خادمك ادع الله له، قال: الهم اکثر ماله وولده وبارك له فیما اعطیته

شرح السنة ٨/ ١٤٢، کتاب فضائل الصحابة باب مناقب انس بن مالك الانصاری
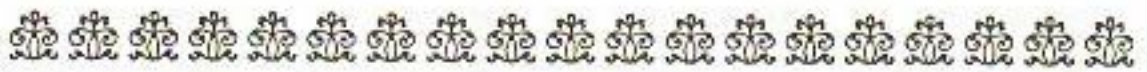
خادم رسول الله صلی الله علیه وسلم ح : ۳۹۸۸)

اے اللہ! انس کو خوب مال اور اولاد سے نوازیئے اور جو کچھ بھی آپ اس کو دیں اس میں برکت عطاء فرمایئے۔

فضیلت بلال

۲۸) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال:

اریت الجنة فرایت امراة ابی طلحة وسمعت خشخشة امامی فاذا بلال

(شرح السنة ۱۱۶/۸، کتاب فضائل الصحابة باب مناقب بلال بن رباح مؤذن رسول الله صلی الله علیه وسلم ح ۳۹۴۹)

مجھ کو جنت دکھلائی گئی تو میں نے اس میں ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے قدموں کی چاپ سنی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بلال ہیں (جو آگے آگے جنت میں چلے جا رہے ہیں)

فضیلت خدیجہ

۲۹) عن علی رضی الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ یقول:

(خیر نساء ها مریم بنت عمران و خیرنساء ها خدیجه بنت خویلد) (بخاری ج ۱ ص ۵۳۸)

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا مریم بنت عمران اپنی امت میں سب سے بہتر عورت ہیں اور خدیجہ بنت خویلد اپنی امت میں سب سے بہترین عورت ہیں۔

فضیلت عبداللہ بن مسعود

۳۰) عن حذیفة رضی الله عنه قال:

(ان اشبه الناس دلا و سمتا و هدیا برسول ﷺ لابن ام عبد من حین یخرج من بیته الی ان یرجع الیه لاندری مایصنع فی اهله اذ اخلا) مشکوة ج ۲ ص ۵۷۴)

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ وقار، میانہ روی اور راست روی میں رسول کریم ﷺ سے سب سے زیادہ وہ
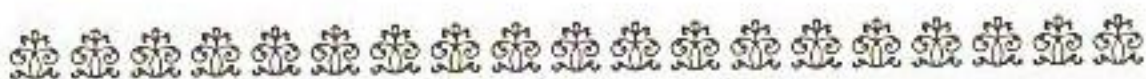
مشابہت رکھنے والا آدمی ام عبد کا بیٹا ہے اس وقت سے کہ اپنے گھر سے باہر آتے ہیں اور اس وقت تک کہ جب وہ گھر جاتے ہیں۔ گھر والوں کے درمیان یعنی گھر میں اہل وعیال کے ساتھ یا تنہا وہ کس حال میں رہتے ہیں یہ ہم کو معلوم نہیں۔

فضیلت قراء اربعہؓ

(۳۱) عن عبداللہ بن عمرؓ و ان رسول اللہ ﷺ قال:

(استقروء القرآن من اربعة من عبداللہ بن مسعودؓ وسالمؓ مولی ابی حذیفة وابی بن کعبؓ و معاذ بن جبلؓ) (بخاری ج ۱. ص ۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن ان چار آدمیوں سے حاصل کرو اور ان سے پڑھو عبداللہ بن مسعودؓ سے ابوحذیفہؓ آزاد کردہ غلام سالم سے ابی بن کعبؓ سے اور معاذ بن جبلؓ سے۔

فضیلت ابوموسی اشعریؓ

(۳۲) عن ابی موسی اشعریؓ ان النبی ﷺ قال:

(یا موسی لقد اعطیت مزماراً من مزامیر آل داود) (مشکوۃ ج ۲ ص ۵۷۵)

حضرت ابوموسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا اے ابوموسی تمھیں ایسی خوش آوازی عطاء کی گئی ہے جو داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی کا ایک حصہ ہے۔

فضیلت سعد بن معاذؓ

(۳۳) عن جابرؓ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول:

(اهتز العرش لموت سعد بن معاذؓ) (بخاری ج ۱ ص ۵۳۶)

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سعد بن معاذؓ کے مرنے پر عرش ہل گیا۔

فضیلت عبداللہ بن سلامؓ

۳۴) عن سعد بن ابی وقاصؓ قال:

(ما سمعت النبی ﷺ یقول لاحدیمشی علی وجه الارض انه من اهل الجنة الا لعبد الله بن سلام) (بخاری ج ۱ ص ۵۳۸)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن سلام کے علاوہ کسی اور شخص کے بارے میں جو زمین پر چلتا ہو نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ وہ جنتی ہے۔

فضیلت ابوھریرہؓ

۳۵) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال رسول الله ﷺ:

(اللهم حبب عبیدك هذا یعنی ابا هریرة وامه الی عبارك المومنین وحبب الیهما المومنین) (مشکوة ج ۲ ص ۵۷۶)

ابوھریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ اپنے اس چھوٹے سے بندے یعنی ابو ھریرہ کو اور اس کی ماں کو اپنے بندوں کا محبوب بنا اور اہل ایمان کو ان کا محبوب بنا دے۔

فضیلت عشرہ مبشرہؓ

۳۶) عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

(ابو بکر فی الجنة، وعمر فی الجنة، وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة، وطلحة فی الجنة، والزبیر فی الجنة، وعبدالرحمٰن بن عوف فی الجنة، وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة، وابوعبیده بن الجرّاح فی الجنة)

(ترمذی ۲/۲۱۵، کتاب المناقب، باب مناقب عبدالرحمٰن بن عوف، ح: ۳۷۵۶

تحفه: ۱۰/۲۳۳)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
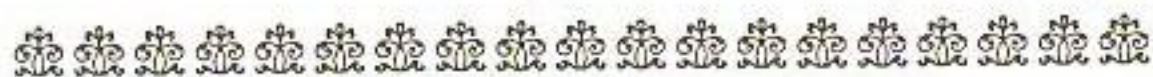
ابوبکرؓ جنتی ہیں، عمرؓ جنتی ہیں، عثمانؓ جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، عبدالرحمٰن بن عوف جنتی ہیں، سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، سعید بن زید جنتی ہیں، ابوعبیدہ بن الجراح جنتی ہیں۔

ان دس صحابہ کرامؓ کو ایک ہی مجلس میں نام لے لے کر جنت کی بشارت سنائی، اس لئے ان سب کو عشرہ مبشرہ بالجنتہ کہا جاتا ہے۔ ورنہ ہر ایک صحابی پکا جنتی ہے کلا وعد اللہ الحسنی اور ہر صحابی جہنم سے دور رکھا جائے گا۔ اولئك عنها مبعدون۔

فضیلت اصحاب حدیبیہؓ

۳۷) عن جابر رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ:

(لا یدخل النارَ آحد ممن بایع تحت الشجرة)

(ترمذی ۲/۲۲۵، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل من بایع تحت الشجرة، ح: ۳۸٦۹ تحفه ۱۰/۳۳۳)

بیعت رضوان

جن لوگوں نے درخت کے نیچے (حدیبیہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کی بیعت (بر موت) کی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

اسے بیعت الرضوان کہا جاتا ہے، جب حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر مشہور کی گئی تو رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اکٹھا فرما کر اس بات پر موت کی بیعت لی کہ مر جائیں گے لیکن خونِ عثمانؓ کا بدلہ لئے بغیر واپس نہیں جائیں گے، جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبایعونك تحت الشجره (فتح نمبر ۱۸) کہ اللہ تعالیٰ ان بیعت کرنے والوں کے لئے اپنی رضامندی کا اعلان فرماتے ہیں۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے نزدیک خونِ عثمانؓ کتنا قیمتی تھا۔ شہادتِ عثمان کے بعد حضرت معاویہ نے اسی کا مطالبہ کیا۔ اور بیعت رضوان کی یاد تازہ کی۔

فضیلت معاذ بن جبلؓ

۳۸) عن انس بن مالك رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

(ارحم امتی بامتی ابو بکر، واشدهم فی امر الله عمر واصدقهم حیاء عثمان بن عفان، واعلمهم بالحلال والحرام معاذبن جبل وافر ضهم زید بن ثابت واقروء هم ابی بن کعب ولکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجرّاح.)

(ترمذی ۲۱۹/۲، کتاب المناقب، باب مناقب مُعاذبن جبل...، ح: ۳۷۹۹ تحفه ۲۷۲/۱۰)

میری امت کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے (دین کے) معاملے میں سب سے زیادہ سختی سے کام لینے والے عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ حیاء دار عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں اور کتاب اللہ کی سب سے بہترین قراءت کرنے والے ابی بن کعبؓ ہیں اور حلال و حرام سے بخوبی آگاہی رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور علم فرائض کے سب سے زیادہ واقف زید بن ثابتؓ ہیں یہ بھی مکمل توجہ سے سنو کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

(وفی روایة ابن ماجة: عن انس بن مالك، ان رسول ﷺ قال: (ارحم امتی بامتی ابوبکر، واشدهم فی دین الله عمر، واصدقهم حیاء عثمان واقضاهم علی بن ابی طالب واقرؤهم لکتاب الله ابی بن کعب و اعلمهم بالحلال والحرام معاذبن جبل وافر ضهم زید بن ثابت الا وان لکل امة امین وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجرّاح.)

(ابن ماجة: کتاب السنة، باب فی فضائل اصحاب رسول الله، فضل حبابؓ، ح: ۱۵٤

فضیلت سلمان فارسیؓ، صہیب رومیؓ، بلال حبشیؓ

۳۹) عن انس رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

(السباق اربعة: انا سابق العرب، وصهيب سابق الروم ، وسلمان سابق فارس، وبلال سابق الحبش.) (المعجم الكبير للطبرانی: ۸/۲۹، ح: ۷۲۸۸

قال الهيثمی ۹/۳۰۵ : رجاله رجال الصحيح غير عمارة بن ذاذان وهو ثقة وفيه خلاف

وفی بعض الروايات : انا سابق العرب الی الجنة وصهيب سابق الروم الی الجنة و بلال سابق الحبشة الی الجنة، وسلمان سابق الفرس الی الجنة) (طبرانی کبير ۸/۱۱۱)

سب سے آگے بڑھ کر جنت میں جانے والے چار ہیں، عربوں میں سب سے پہلے میں جنت کی طرف جاؤں گا، اہلِ روم میں سب سے پہلے صہیبؓ (رومی) جنت میں جائیں گے۔ اہلِ فارس میں سے سب سے پہلے سلمان (فارسی) جنت میں جائیں گے، اہلِ حبشہ میں سے سب سے پہلے بلال (حبشی) جنت جائیں گے۔

فضیلت علیؓ، عمارؓ، سلمانؓ،

۴۰) عن انس بن مالك رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

(ان الجنة لتشتاق الی ثلثة : علی و عمار و سلمان) (ترمذی ۲/۲۲۰، کتاب المناقب، باب مناقب سلمان الفارسی، ح: ۳۸۰٦ ج ٥/٦٢٦ بیروتی) تحفه ۱۰/۲۷۷

جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے، علی، عمار، اور سلمان رضی اللہ عنہم۔

مرتب

یکے از غلامانِ صحابہؓ

محمد عدنان کلیانوی

(فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

(مارچ 2007)

کتاب ہذا کی ترتیب کے وقت زیر مطالعہ رہنے والی کتابیں

نمبر شمار	کتب
۱	قرآن مجید
۲	تفسیر طبری
۳	تفسیر مدارک
۴	تفسیر ابن کثیر
۵	تفسیر مظہری
۶	تفسیر معارف القرآن
۷	تفسیر صفوۃ التفاسیر
۸	تفسیر معارف القرآن
۹	تفسیر عثمانی
۱۰	تفسیر بیان القرآن
۱۱	بخاری شریف
۱۲	مسلم شریف
۱۳	ترمذی شریف
۱۴	نسائی شریف
۱۵	ابن ماجہ شریف
۱۶	مشکوۃ شریف
۱۷	الشفاء
۱۸	سیرت ابن ہشام
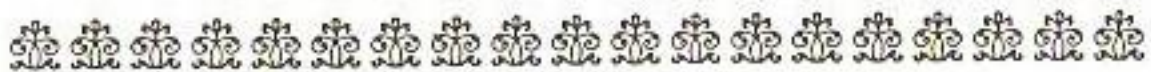
۱۹ سیرت المصطفی ﷺ

۲۰ سیرت النبی ﷺ (علامہ شبلی نعمانی)

۲۱) سیرت حلبیہ

۲۲) تاریخ ابن کثیر

۲۳) مظاہر حق

۲۴) الصارم المسلول

۲۵) معراج صحابیت

۲۶) مسند احمد

۲۷) معارف الحدیث

۲۸) ترجمان السنۃ

۲۹) مقام صحابہؓ

۳۰) اسلام میں صحابہ کرام کی آئینی حیثیت

۳۱) خلافت وحکومت

۳۲) تعلیمات آل رسول ﷺ

۳۳) عدالت صحابہ کرامؓ

۳۴) حیات وخدمات فاروقی شہیدؒ

۳۵) خلافت راشدہ (مولانا اعظم طارق شہید نمبر)

۳۶) اکابر علمائے دیوبند

۳۷) علمائے دیوبند کے آخری لمحات

۳۸) لالہ رخ سے لالہ زار تک

۳۹) سوانح حیات حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ

۴۰) نقوش ایثار

۴۱) خطباتِ امیرِ عزیمتؒ

۴۲) خطبات فاروقی شہید

۴۳) حیات اعظم طارق شہید

۴۴) المعجم الکبیر للطبرانی

۴۵) الکفایۃ فی علم الروایۃ

۴۶) فوائد نافعہ

۴۷) تائید مذہب اہل سنت والجماعت

۴۸) اصحاب محمد ﷺ کا مدبرانہ دفاع

۴۹) گستاخ صحابہؓ (از مرتب)

۵۰) میرا جرم کیا ہے

۵۱) ٹوٹ گئی زنجیر

۵۲) پھر وہی قید و قفس

۵۳) گستاخ صحابہؓ کی شرعی سزا

۵۴) عبقات

۵۵) کتاب الاعتصام

۵۶) رحماء بینھم

۵۷) علمی محاسبہ

۵۸) اصحاب رسول ﷺ قرآن مجید کے آئینے میں

۵۹) الصواعق المحرقۃ